... کتبخانہ جناب میر محمد اسحاق صاحب
... طرف نت - دارالانوار
قادیان
Qadian

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق قادیان

ایڈیٹر پیر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۳۸ء نمبر ۴۳

دارالامان کی خبریں

تحریک جدید سال پنجم کیلئے چند گھنٹوں میں چار ہزار سے زائد روپیہ کے وعدے

قادیان ۱۸ نومبر۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے پانچویں سال کے چندہ کے متعلق اعلان فرمایا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے شام کے وقت تک یعنی چند گھنٹوں کے اندر اندر چار ہزار سے زائد کے وعدے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ امید ہے۔ کہ اس تحریک پر بھی مرکزی جماعت ایثار اور قربانی کی خاص مثال قائم کر کے ثابت کر دے گی۔ کہ وہ اس شرف اور اعزاز کی قدر و قیمت جانتی ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مخاطب اول ہونے کا اسے حاصل ہے۔

بیرونی جماعتوں کو بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سال پنجم کی تحریک چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اس خطبہ جمعہ کو جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔ ہر احمدی کو سنانے کا خاص انتظام کرنا چاہیئے۔

سات روزے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ احباب جماعت احمدیہ رمضان المبارک کے بعد سات روزے اس طرح رکھیں۔ کہ ہر پیر اور ہر جمعرات کو روزہ رکھا جائے۔ اس حساب سے پہلا روزہ ۲۸ نومبر بروز پیر ہوگا۔ دوسرا یکم دسمبر بروز جمعرات تیسرا پانچ دسمبر کو پیر کے دن۔ چوتھا ۸ دسمبر جمعرات کو۔ پانچواں ۱۲ دسمبر پیر کے روز۔ چھٹا پندرہ دسمبر جمعرات کو اور ساتواں روزہ انیس دسمبر پیر کو ہوگا۔

بیرونی ممالک کے احباب جنوری سنہ ۳۹ء میں سات روزے اسی طرح رکھ لیں۔ کیونکہ وہاں اطلاع دیر سے ملے گی۔

رمضان کے آخری عشرہ کے بقیہ ایام میں نیز ان روزوں میں دعاؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ کی جائے۔ جو احمدیت کے غلبہ کے لئے ہوں۔

ختم قرآن پر دعا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حسب دستور امسال بھی رمضان المبارک میں بروز بدھ بتاریخ ۲۳ نومبر سنہ ۳۸ء بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید کی آخری سورتوں کا درس دے کر دعا فرمائیں گے۔ ناظر تعلیم و تربیت۔

— سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو نزلہ کی شکایت ایام زیر اشاعت میں رہی۔ اب خدا کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔ احباب دعائے صحت کامل کریں۔

— سیدۃ النساء ام المومنین مدظلہا العالی لاہور تشریف لے گئی ہیں۔ مگر طبیعت ناسازی ہے۔ دعاء صحت کی جاوے۔

— قبلہ نواب محمد علیخاں صاحب نے صاحبزادگان حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔اے و مرزا مبارک احمد صاحب بی۔اے و حضرت مولنا شیر علی صاحب بی۔اے و مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے کے اعزاز میں ۱۳ نومبر کو پر تکلف دعوت طعام دی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی۔ و دیگر بزرگان قادیان کو بھی شمولیت کی عزت بخشی۔

— ۱۵ نومبر کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مولنا شیر علی صاحب و درد صاحب کے اعزاز میں اور حضرت صاحبزادگان والا شان کی فائز المرام بخیریت تمام واپسی لنڈن کے شکریہ میں دعوت طعام دی جس میں حضور بھی رونق افروز ہوئے اور دو صد سے زائد احمدی خدام کو بھی شرف حاضری عطا فرمایا۔

— صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی۔سی۔ایس ابن حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ لنڈن سے واپسی پر چند یوم دارالامان میں استراحت فرما کر ۱۸ نومبر سنہ ۳۸ء کو ملتان میں بعہدہ اسسٹنٹ کمشنر بہادر تعینات ہو کر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالےٰ کا سایہ ان کے سر پر اور اس کی نصرتیں شامل حال ہوں۔ اور آپ دن دونی رات چوگنی دین و دنیاوی ترقیات پر گامزن ہوتے رہیں۔ آمین۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق اس کامیابی پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ اور صاحبزادہ صاحب کو صد مبارک کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔

درخواستہائے دعا ۱) مکرمی جناب بابو عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر انبالہ کے مندرجہ ذیل چند رشتہ دار بیمار ہیں یعنی عبدالرحیم صاحب برادر میاں بشیر احمد صاحب بی۔اے ایل ایل بی جو عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ عزیزہ بشیرہ بیگم صاحبہ بھتیجی بابو صاحب۔ عزیزہ فاطمہ بیگم صاحبہ بھانجی بابو صاحب ان سب کی صحت کے لئے احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔ (۲) سید محمود احمد صاحب کوٹڑی سندھ اپنی دینی دنیوی بہتری کے لئے اور اپنی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ اور اہلیہ صاحبہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

منارۃ المسیح اور احباب کے لئے نادر موقع

منارۃ المسیح کی تعمیر کے چندہ کے لئے خدا تعالیٰ نے اُسکے الہام کے ماتحت "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد" خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریک فرمائی تھی۔ اس پر جن جن اصحاب نے چندہ دیا۔ ان کے نام منارۃ المسیح پر کندہ ہو چکے ہیں۔ لیکن اب منارۃ المسیح کی مرمت کا کام شروع ہے۔ یعنی اسکی پہلی سفیدی اتروا کر سنگ مرمر کی سفیدی کروائی جا رہی ہے۔ اس کے لئے تقریباً -/۳۰۰۰ روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور اس مزید ضرورت کے ماتحت تیس احباب کے لئے اس چندہ میں حصہ لینے کا موقع نکل آیا ہے۔

سلسلہ کی اس اہم اور مقدس یادگار پر اگر کوئی صاحب اپنا یا اپنے کسی عزیز و اقربا کا نام کندہ کرانے کے متمنی ہوں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت جلد ایک ایک سو روپیہ فی کس کے حساب سے جو اس چندہ کی شرح مقرر ہے۔ اخیر دسمبر ۱۹۳۸ء تک محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیج دیں۔ اور کوپن میں تشریح کر دیں۔ کہ یہ منارۃ المسیح کے لئے چندہ ہے۔ فلاں نام کندہ کرایا جائے۔ تیس نام پورے ہو جانے کے بعد پھر کسی چندہ بھیجنے والے کا چندہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ خواہ اخیر دسمبر سے پہلے ہی یہ رقم پوری کیوں نہ ہو جاوے۔

منارۃ المسیح کی اہمیت کے متعلق جو دوست مفصل معلومات معلوم کرنا چاہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا اشتہار مشمولہ خطبہ الہامیہ ملاحظہ فرمائیں۔ بطور اختصار حضور کے اس اشتہار سے عام آگاہی کے لئے ذیل میں اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ جس سے منارۃ المسیح کی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکی ترقی نیز ابطال تثلیث اور انتشار انوار الٰہی سے خاص مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"اے دوستو۔ یہ منارہ اس لئے تیار کیا جاتا ہے۔ کہ حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو۔ اور نیز وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو جاوے۔ جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ الخ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے۔ اس غرض سے ہے۔ کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی۔ اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے۔ کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ ..... یہ منارہ وہ منارہ ہے۔ جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی ہے۔"

پھر آگے حضور اسی اشتہار میں چندہ دینے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:-

"اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو سرانجام دینگے اور میں یقین جانتا ہوں۔ کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے۔ اور مع سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے۔ جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ کہ اسلام کی مردہ حالت میں اس جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی۔ اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔ مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی۔ جو انسان بناتے ہیں۔ بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے۔ جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ اس منارہ کو کس قدر تقدیس اور عظمت حاصل ہے۔ اور اس کے چندہ میں حصہ لینا کس قدر ثواب عظیم کا موجب ہے۔ ثواب عظیم کے علاوہ چندہ دینے والے کا نام بھی منارۃ المسیح پر کندہ ہوگا۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے بطور یادگار اور ان کی دعاؤں کے لئے تحریک کا موجب ہوگا۔

پس جو دوست اس عظیم الشان کار ثواب میں حصہ لینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ کیونکہ اس قسم کے مواقع بار بار میسر نہیں آسکتے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

عید فنڈ کی فراہمی

عید فنڈ ایک نہایت ضروری چندہ ہے۔ اسکی ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ شروع میں جب اس چندہ کی ابتدا ہوئی۔ اسکی شرح ایک روپیہ فی کس (ہر کمانے والے) کے حساب سے مقرر تھی۔ عرصہ تک احباب اس شرح سے چندہ ادا کرتے رہے۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس چندہ کی اہمیت بُعد زمانہ کے سبب ویسی خیال نہیں کی جاتی۔ حالانکہ سلسلہ کی ضروریات جن پر یہ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ پہلے کی نسبت بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ اور آمد مقابلتاً کم رہ گئی ہے۔

اکثر احباب نے اس فنڈ کا چندہ چند پیسے یا چند آنے دے دینا کافی خیال کر رکھا ہے۔ اسکی وجہ اس چندہ کی اہمیت کا نظر انداز ہو جانا ہے۔ لہٰذا احباب اور عہدہ داران جماعت کو عید سے قبل خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ چندہ اسی شرح سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ یعنی ہر ایک کمانے والے سے ایک روپیہ کے حساب سے (یا اس سے زیادہ جس قدر کوئی دے) وصول کیا جائے۔ سوائے اس شخص کے جو اس شرح سے بالکل ادا نہ کر سکتا ہو۔

چونکہ اس چندہ کی ابتدا مرکزی اغراض و مقاصد کے لئے ہوئی ہے۔ اس لئے احباب اور عہدہ داران جماعت مقامی کو چاہیئے۔ کہ عید فنڈ کے چندہ کا روپیہ مرکز میں بھجوایا جائے یہ چندہ اور کسی مصرف میں خرچ کر لینا ہرگز جائز نہیں۔ نیز مناسب ہوگا۔ کہ یہ چندہ عید سے دو چار دن قبل اہتمام کے ساتھ لوگوں کے گھر پر جا کر وصول کر لیا جائے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

صدقۃ الفطر واجب ہے

صدقۃ الفطر عید سے بہت دن پہلے وصول ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ عید سے قبل غرباء و مساکین میں تقسیم کیا جا سکے۔ اور وہ لوگ بھی عید کی خوشی کا سامان مہیا کر سکیں۔ فطرانہ کی مقدار آج کل کے نرخوں کے لحاظ سے اڑھائی آنے (۲٫۰۲) فی صاع بنتی ہے۔ نصف صاع بھی دینا جائز ہے۔ یعنی سوا آنہ (۱٫۰۱) لیکن مستحب ایک صاع ہی ہے۔ اگر مقامی جماعت میں کوئی مستحق اس صدقہ کا نہ ہو۔ تو اس صدقہ کی رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان اخراج

عبد الرحیم صاحب برادر بابو عبد الغفور صاحب مرحوم جو آج کل مزنگ لاہور میں حکمت کرتے ہیں۔ ان کے متعلق یقینی شہادت کی بناء پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اور ان کے ساتھیوں سے ملتے رہے ہیں۔ لہٰذا نظارت ہذا ان کے اخراج و مقاطعہ کا اعلان کرتی ہے۔ (ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

شکریہ

اس ماہ میں مکرمی حکیم دین محمدؐ صاحب نے کراچی سے دو خریدار اور سید محمود احمدؐ صاحب اور سید بشیر احمدؐ صاحب نے کوئٹہ سے ایک ایک خریدار فاروق کے لئے عطا فرمایا۔ امید ہے۔ کہ دیگر احباب بھی توجہ فرما کر ایک ایک خریدار فاروق کے واسطے ضرور پیدا کرینگے۔ میں حکیم صاحب اور سید صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوا دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا ان کو دینی و دنیاوی برکتیں عطا فرماوے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۳۸ء | نمبر ۳ ۱۹

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۸ء

تحریک جدید کے پہلے دَور میں ہم نے کیا کرکے دکھایا اور دُوسرے میں کیا دکھانا چاہیئے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- میں نے گذشتہ جمعہ میں اس امر کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ رمضان اپنے اندر خاص برکات رکھتا ہے۔ اور ان برکات سے فائدہ حاصل کرنا مومن کا کام ہے۔ اور میں نے بتایا تھا۔ کہ رمضان بہت سے ایسے فوائد اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو ہمیں ان اغراض کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جن کی طرف تحریک جدید جماعت کو متوجہ کرتی ہے۔ اور کہ معنوی طور پر تحریک جدید رمضان کے ساتھ ایک تعلق رکھتی ہے۔ وہ مشقت اور قربانی کی روح اور وہ استقلال اور خدا تعالےٰ کے قرب کی جستجو جو رمضان سے وابستہ ہے۔ وہی

تحریک جدید کا مقصود

ہے۔ پس جب اس تحریک کا بھی جو شروع کی گئی ہے۔ مقصد واحد اسلام کا قیام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت ہے تو اس کے لئے جماعت جتنی بھی جدوجہد کرے۔ تھوڑی ہے۔ ہمارا پہلے دَور کو کامیاب بنانا ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ کوئی عمارت تیار کرنا چاہے۔ اور اس جگہ کوئی کھنڈر ہو۔ تو اس کا پہلا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ اسے صاف کرے۔ وہ اینٹیں یا ملبہ جو وہاں پڑا ہوا ہو۔ اسے وہاں سے ہٹا دے۔ یا وہ

بوسیدہ۔ خراب اور کمزور دیواریں

جو وہاں کھڑی ہوں۔ ان کو توڑ کر گرا دے۔ تا نئی عمارت کے لئے جگہ صاف ہو سکے۔

تحریک جدید کے پہلے دَور کی غرض

یہ تھی۔ کہ دشمنانِ احمدیت کے اس حملہ کو توڑا جائے۔ جو انہوں نے احمدیت کو تباہ کرنے کی نیت سے کیا تھا۔ مگر صرف میدان کو صاف کر لینا کوئی بڑی چیز نہیں۔ جب میدان صاف ہو جائے۔ تو اصل غرض اس پر عمارت کا قیام ہوتا ہے۔ سو اگر ہم صرف پرانی عمارت کو صاف کرکے اسکی جگہ نئی کے قیام سے غافل رہتے ہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ کھنڈر کو صاف کرنا کوئی بڑا کام نہیں۔ بلکہ بعض اوقات وہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کھنڈر بھی اپنے اندر سامانِ عبرت رکھتے ہیں ایک نئے نظام کے لئے۔

پرانے عبرت کے سامان

کو اگر ہم مٹا دیں۔ تو یہ کوئی بُری بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی نیا نظام تو قائم نہ کریں۔ اور پرانے عبرت کے سامان کو مٹا دیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہم نے دنیا کو ہدایت کے ایک رستہ سے خواہ وہ کتنا ہی مخفی کیوں نہ ہو۔ محروم کر دیا۔ غرض خالی کھنڈر کو مٹا دینا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

پس آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو گذشتہ خطبہ کے سلسلہ میں ہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد

عظیم الشان امانت

کی ہے۔ ایسی عظیم الشان کہ جو بہت ہی کم لوگوں کو دی گئی ہے۔ وہ امانت صرف یہ نہیں۔ کہ ہم اپنے آپ کو احمدی کہہ لیتے ہیں۔ یا وفات مسیح علیہ السلام وغیرہ چند عقائد کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کھنڈروں کو گرانا۔ حیات مسیح کا عقیدہ دراصل ایک کھنڈر تھا۔ جو اسلامی زمین پر موجود تھا۔ اور وفات مسیح کو تسلیم کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم نے اس کھنڈر کو ہٹا دیا۔ کسی کھنڈر کو اگر ہٹا دیا جائے۔ تو اسکی یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ وہاں نئی عمارت بنائی جائے۔ اور اگر یہ غرض ہماری نظر کے سامنے نہیں۔ یا ہم نے اسے پورا نہیں کیا۔ تو ملبہ یا اینٹوں یا مٹی کے ڈھیر کو ہٹا دینے سے کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں وہ نیا نظام قائم نہیں ہونا۔ جس کے رستہ میں حیات مسیح روک ہے۔ تو اسکو ہٹانے پر اتنی طاقت اور قوت صرف کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ خرابی کوئی نئی نہیں۔ معًا صحابہ کی وفات کے بعد۔ کیونکہ ان کی زندگی میں کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کا کوئی امکان نہ تھا۔ لیکن ان کی وفات کے معًا بعد بلکہ ابھی بعض ان میں سے زندہ ہی تھے۔ یعنی پہلی صدی میں ہی مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ دوسری صدی میں یہ خیال اور قوی ہو گیا۔ اور تیسری میں قوی تر۔ پہلی اور دوسری صدی میں ہمیں ایسے علماء نظر آتے ہیں۔ جو بالوضاحت اور بالبداہت اس عقیدہ کے خلاف اعلان کرتے ہیں۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ ایسے لوگ کم ہوتے گئے۔ حتّٰی کہ آخری زمانہ یعنے پانچویں اور چھٹی صدی سے یہ مسلمانوں کے اندر ایسے طور پر قائم ہو گیا۔ کہ گویا

اسلام کا جزو

ہے۔ کیا مصر اور کیا سپین۔ کیا مراکش اور کیا الجزائر۔ کیا شام اور کیا اناطولیہ اور کیا فلسطین۔ عرب۔ عراق۔ ایران۔ بخارا افغانستان۔ ہندوستان۔ فلپائن۔ سماٹرا اور جاوا میں کوئی اسلامی ملک ایسا نظر نہیں آتا۔ جس میں یہ مسئلہ پورے طور پر قائم نہ ہو۔ دنیا کا ہر مسلمان اس میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ یہ

بڑا اہم مسئلہ

ہے۔ اور شرک ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جو شرک چھ سو سال تک اسلامی دنیا پر اس طرح چھایا رہا۔ جس نے پہلی ہی صدی میں اپنی شکل دکھانی شروع کی۔ اور برابر زور پکڑتا گیا۔ اللہ تعالےٰ کیوں اس کے مٹانے سے غافل رہا۔ کیوں نہ اسے دور کیا گیا۔ اور کیوں اسکی اہمیت کو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے ہی ظاہر کرایا۔ اور کیوں وہ دلائل جن سے

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات

ثابت ہوتی ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر فرمائے۔ ذرا سی عقل اور سمجھ رکھنے والا آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس مسئلہ پر بحث کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ اس کھنڈر کے گرانے کے بعد نئی عمارت بنانے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ جو

اصل مقصود

وابستہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس امت میں پیدا ہونے والے مسیح کے لئے رستہ صاف کیا جائے۔ اور چونکہ اس کا موقعہ نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اتنی بڑی غلطی کو چھوڑ دیا۔ اور اس کا علاج اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ بلکہ انسانوں کے دماغ پر اسے چھوڑ دیا۔ کہ خود سوچیں۔ قرآن کریم میں ایسی آیات جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ موجود تھیں۔ اسی طرح ایسی احادیث بھی موجود تھیں۔ جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی تھی۔ وہ آثار صحابہ موجود تھے۔ جن سے حیات مسیح کا مسئلہ باطل ہوتا تھا۔ اسی طرح عقل جو اسکو رد کرتی ہے۔ وہ بھی انسانی دماغوں میں موجود تھی۔ اور اگر انسان چاہتا۔ تو اس کا رد کر سکتا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں خود اس کا رد نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ کہ ہم نے قرآن کریم میں اس مسئلہ کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ آیات قرآنیہ پر غور کرو۔ اپنے رسول سے اسکی حقیقت کو ظاہر کروا دیا ہے۔ اسکی

احادیث کو دیکھ لو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے نبی کے صحابہ بالخصوص خلیفہ اول رضہ اسے حل کر دیا ہوا ہے۔ ان کے واقعات کو پڑھ لو۔ پھر تمہارے دماغوں میں عقل موجود ہے۔ اس سے مدد لو۔ لیکن اگر تم نہ عقل سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور نہ صحابہ کے طریق اور آثار سے نہ حدیث نبوی سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور نہ قرآن کریم سے۔ تو ہم بھی چپ ہیں۔ مگر وہی مسئلہ جس پر اللہ تعالیٰ تیرہ سو سال تک چپ رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس پر اتنا زور دیا گیا۔ کہ گویا سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ یہ خرابی موجود تو تھی تیرہ سو سال سے۔ مگر اسکی جڑ اکھیڑنے کے لئے کوئی انتظام اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا۔ قرآن کی جو آیات پکار پکار کر آج وفات مسیح کا اعلان کر رہی ہیں۔ وہ پہلے بھی موجود تھیں۔ لیکن بالکل خاموش تھیں۔ اب سامنے آکر دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ اور کہہ رہی ہیں۔ کہ ہماری موجودگی میں تم کس طرح

حیات مسیح کا عقیدہ

رکھتے ہو۔ اسی طرح وہ احادیث بھی جو وفات مسیح پر شاہد ناطق ہیں۔ تیرہ سو سال سے موجود تھیں۔ لیکن خاموش تھیں۔ آج کس طرح حقیقتِ حال کو ظاہر کر رہی ہیں۔ صحابہ کرام کا اجماع پہلے سے ایک گوشہ میں پڑا تھا۔ اور اس غلط عقیدہ کو رد کرنے میں کوئی حصہ نہ لے رہا تھا۔ مگر آج چلا چلا کر ہمیں اپنی طرف متوجہ کر رہا۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ میں نبی کے ان صحابہ کا فیصلہ ہوں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو قائم کیا۔ تم میری طرف کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ عقل جو پہلے بھی ہر انسان میں موجود تھی۔ خاموش تھی۔ مگر آج اس خیال کو دھکے دیتی اور اس پر قہقہے لگا رہی ہے۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو ایسی بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر یہ نظارہ ہمیں

تیرہ سو سال کے بعد آج

نظر آتا ہے۔ پہلے نہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آج خدا تعالیٰ نے ایک نئی عمارت بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ جو عمارت نہیں بن سکتی تھی۔ جب تک اس کھنڈر کو صاف نہ کیا جاتا۔ پس اس نے حکم دیا۔ کہ اس ملبہ کو اٹھاؤ۔ تا نئی عمارت تیار ہو سکے۔ مرض ضرر اور نقصان پہلے بھی موجود تھا۔ مگر تیرہ سو سال تک آسمان سے اس کا علاج نہ کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اسے دور کرنے کی توجہ نہ کی۔ جس کی وجہ یہی ہے۔ کہ کوئی نئی عمارت وہاں بنانے کا موقعہ نہ تھا۔ مگر جب نئی عمارت بنانے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ تو اس نے فوراً اپنے کھنڈر کو مٹا دیا۔ اور اسکی شناخت کو پورے زور کے ساتھ اور کھلے الفاظ میں بیان کیا۔

غرض حیات مسیح کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مگر اسکی حیثیت ایک کھنڈر سے زائد نہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر اس ملبہ کو ہٹا کر ہم خاموش ہو جائیں۔ اور اس جگہ پر نئی عمارت نہ بنائیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر یہ الزام آتا ہے۔ کہ اس نے صرف ملبہ کو ہی ہٹانا تھا۔ تو پھر تیرہ سو سال میں کیوں نہ ہٹایا۔ اللہ تعالیٰ کے اتنا عرصہ خاموش رہنے میں ایک ہی حکمت تھی۔ کہ اس جگہ پر

نئی عمارت کی تعمیر کا وقت

ابھی نہ آیا تھا۔ لیکن اب اگر ہم اس نئی عمارت کی تعمیر کو نظر انداز کریں۔ تو اللہ تعالیٰ پر ضرور یہ الزام آئے گا۔ کہ وہ اتنا عرصہ کیوں خاموش رہا۔

پس نئی عمارت کا بنایا جانا زیادہ اہم ہے۔ اور وہی دراصل مقصود ہے۔ وفات مسیح کا مسئلہ گو اہم ہے۔ مگر یہ ضمنی ہے۔ یہ ہمارے رستہ میں آگیا۔ اس لئے اسے حل کر لیا گیا۔ ورنہ شاید اتنی توجہ اسکی طرف نہ کی جاتی۔ اصل مسائل اور ہیں۔ اور وہی امانتیں ہیں۔ جو ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک تو

فہم قرآن

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں قائم کیا۔ اور وہ قرآن کریم جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا شھر رمضان الذي انزل فیہ القرآن۔ ھدًی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان۔ وہ قرآن جو ہدایتوں اور نشانات کا مجموعہ ہے۔ جو جھوٹ اور سچ میں فرق اور امتیاز کر دینے والا ہے۔ جو نور اور تاریکی میں فرق کر دینے کا واحد ذریعہ ہے۔ وہ جو خدا تعالیٰ سے انسان کو پہنچاتا ہے۔ اس کا علم اور فہم مٹ گیا تھا۔ مسلمان اسے بھلا چکے تھے۔ اس کا کچھ درجہ تو احادیث کو دے دیا گیا تھا۔ ان احادیث کو جو اگر سچی ہوں۔ تو بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام ہیں۔ مگر موجودہ وقت میں ان میں وضعی بھی ہیں۔ ان میں انسانی خیالات کا اثر بھی ہے۔ ایک بات کو دس آدمی سنتے اور نوٹ کرتے ہیں۔ مگر سب میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہو جاتا ہے۔ نوٹ کرتے وقت انسان پوری احتیاط کے باوجود بھی غلطی کر جاتا ہے۔ راوی خواہ کتنے سچے ہوں۔ لیکن اگر بات سنتے سنتے کسی کا خیال کسی اور طرف چلا جائے۔ اور کوئی حصہ رہ جائے۔ تو غلطی کا ہو جانا بعید نہیں۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض راوی بات کو سمجھ ہی نہ سکے ہوں۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سننے والے آگے جن سے بیان کریں۔ وہ اچھی طرح سمجھ نہ سکے ہوں۔ یا کسی وقت ان کا دماغ کسی اور طرف متوجہ ہو جائے۔ اور یہی سلسلہ پانچ سات آدمیوں تک چلتا جائے۔ تو اس کے نتیجہ میں جو بات بن جائے گی۔ اس میں غلطی کا کسقدر امکان ہوگا۔ اور مفہوم کس قدر بدل جائے گا۔ پس احادیث خواہ وضعی نہ ہوں۔ سچی ہی ہوں پھر بھی ان میں کئی وجوہ سے غلطیوں کا امکان ہے۔ اور وہ اس طرح ہدایت کا موجب نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح قرآن۔ جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شوشہ محفوظ ہے۔ مگر قرآن کریم کی کچھ جگہ تو ان احادیث کو دے دی گئی۔ کچھ اپنے فلسفہ کو کچھ اپنے رسوم و روایات کو اور کچھ اپنی

ہوا اور خواہشات

کو۔ حتیٰ کہ قرآن کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہ رہی۔ اور وہ اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اسی واقعہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ لا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ۔ یعنی قرآن باقی نہیں رہے گا۔ صرف اس کے الفاظ رہ جائیں گے۔ اور لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ۔ اسلام باقی نہیں رہے گا۔ صرف اس کا نام رہ جائے گا۔ قرآن کریم کی صرف سیاہی باقی رہ جائے گی۔ گویا وہ بالکل ایک مردہ جسم ہوگا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مردہ جسم کسی کام کا نہیں ہو سکتا۔ کسی شخص کے ماں باپ مر جائیں۔ تو کیا وہ اس بات پر خوش ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا جسم اس کے پاس ہے۔ جب تک وہ بات نہ کریں۔ مشورہ نہ دیں۔ اگر وہ مذہبی خیالات رکھتے ہیں۔ تو اس کے لئے دعائیں نہ کریں۔ اور اگر دنیوی خیالات کے ہیں۔ تو اسکی دنیوی ترقی کے لئے کوئی سعی اور کوشش نہ کریں اسی طرح جب

قرآن کریم کی روح

باقی نہ رہی۔ تو وہ جسم بے جان تھا۔ جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس میں پھر روح قائم کی۔ اور قرآن کریم کا وہ علم بخشا۔ جس کی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ آج جو فہم قرآن کریم کا ہمیں حاصل ہے۔ اس کے مقابلہ میں پچھلی تمام تفاسیر ہیچ ہیں۔ جو علوم خدا تعالیٰ نے ہمیں دئے ہیں۔ ان کو پڑھنے والے پرانی تفاسیر کو بغدادی قاعدہ سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ ابھی جو بچے ہمارے باہر سے آئے ہیں۔ ان میں سے عزیزم ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ کہ مصر میں جو لوگ احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ان پر صرف یہ اثر ہے۔ کہ قرآن کریم کی جو تفسیر ہماری طرف سے شائع ہوتی ہے۔ اس سے وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ

قرآن کریم واقعی ایک زندہ کتاب ہے

پہلے جو لوگ عیسائیت۔ یا دہریت کی طرف مائل تھے۔ وہ جب ہماری پیش کردہ تفسیر دیکھتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں۔ کہ اوہو یہ تو بہت بڑا خزانہ ہے۔ اس لئے وہ واپس اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ ان پر نہ وفات مسیح کے دلائل کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اور نہ ختم نبوت کا۔ بلکہ صرف ہماری تفسیر کا۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ اب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ قرآن کریم واقعی ایک زندہ کتاب ہے۔ ہم بے وقوفی سے اسے چھوڑ رہے تھے۔ تو جو فہم قرآن کریم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے دیا۔ اور اصولی طور پر آپ نے ہمیں جس کی تعلیم دی ہے۔ وہ اتنا بڑا خزانہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ درمیان کے تیرہ سو سال کے تمام علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ پھر دوسری چیز

حقیقت احکام اسلام

ہے۔ اس سے بھی مسلمان غافل تھے۔ صحابہ کرام کے معاً بعد مسلمانوں نے اسلام کے احکام کی حقیقت سمجھنے سے غفلت برتنی شروع کر دی تھی۔ صرف انہیں احکام قرار دے کر ان پر عمل ہونے لگا۔ نماز کو ایک حکم سمجھ کر نماز ادا کی جاتی تھی۔ اور روزہ کو ایک حکم سمجھ کر روزہ رکھا جاتا تھا۔ مگر یہ بات کہ ان احکام کی حکمت کیا ہے۔ اس طرف سے توجہ بالکل ہٹ گئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احکام اسلام پر عمل کی رغبت نہ رہی۔ یہاں تک کہ چوتھی صدی میں

امام غزالی

نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور احکام کی حکمتیں بتا کر ان کی طرف رغبت دلانے کی کوشش کی۔ ان کے لٹریچر کے نتیجہ میں کچھ توجہ اس طرف ہوئی۔ اور اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کو کچھ فائدہ بخشا۔ مگر پھر نیند کا غلبہ ہوا۔ اور احکام اسلام کے صرف لفظ رہ گئے۔ اور روح مٹ گئی۔ حتّٰی کہ

ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی

کا زمانہ آیا۔ انہوں نے بعض کتابیں لکھیں۔ جن میں احکام اسلام کی حکمت بیان کی۔ مگر ان کا دائرہ اثر بالکل محدود تھا۔ اور صرف چند لوگ ہندوستان میں ایسے تھے۔ جن پر ان کا اثر ہوا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص قریب میں آنے والا تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اس حکمت کو ظاہر کرنا تھا۔ جب سورج چڑھنے والا ہو۔ تو صبح کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرف نظر نہیں اٹھا کرتی۔ پس مسلمان غافل ہی رہے۔ حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آگیا۔ اور آپ نے

اسلام کے احکام کی حکمت

ایسے رنگ میں بیان کی۔ کہ ہر ایک شخص کی سمجھ میں آگئی۔ کہ یہ احکام ہمارے ہی نفع کے لئے ہیں۔ اور دنیا پر یہ حقیقت ظاہر ہوگئی۔ کہ دنیا کی نجات ان قوانین میں نہیں جو نئے نئے بنائے ہیں۔ بلکہ قرآن کی طرف جانے میں ہی ہے۔ آپ نے اسلام کے وہ جن کے متعلق مسلمان بھی معذرتیں پیش کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ خاص اوقات کے لئے ہیں۔ نہایت جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے۔ کہ یورپ میں زلزلے آنے لگے۔ اور بڑے بڑے فلاسفر اس طرف واپس آنے پر مجبور ہوگئے۔ اور وہ کہنے لگے۔ کہ نئے مسائل ان کو تباہی کی طرف لے جارہے ہیں۔

شراب اور سود میں حدبندیاں

ہونے لگیں۔ طلاق کے مسئلہ میں آزادی ہوئی اور کثرت ازدواج میں جو سختی سے کام لیا جارہا تھا۔ اس میں نرمی کی تحریک یورپ کے لوگوں میں شروع ہوگئی۔ عریانی کے معاملہ میں بھی آزادی کی بڑھتی ہوئی رو میں کمی آنے لگی۔ ان مسائل میں

اسلام کی تعلیم

کو پہلے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اسے اولڈ فیشن اور پرانے زمانہ کی تعلیم کہا جاتا تھا۔ مگر اس کے بعد یورپ میں بھی جو زلزلے آئے۔ اور جو حرکتیں ہوئیں۔ انہوں نے نئے قوانین کی عمارتوں کو گرا کر لوگوں کو پھر اسی تعلیم کی طرف آنے پر مجبور کیا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پرانی تعلیم بتا کر پیش کیا تھا۔ طلاق کے بارہ میں وسعت پیدا ہورہی ہے۔ جو یہ کہہ رہی ہے۔ کہ کثرت ازدواج میں آزادی ہونی چاہیئے۔ سود کے بارہ میں حدبندیوں کی حامی بھی زبردست جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جن میں ہٹلر اور جرمنی کے یونیورسٹیوں کے پروفیسر پیش پیش ہیں۔ چند سال ہوئے۔ برلن کی یونیورسٹیوں کے بعض پروفیسروں نے اپنی چھٹیاں اس لئے وقف کی تھیں۔ کہ لوگوں کو جاکر

سود کی برائیوں سے آگاہ

کریں گے پہلے کون کہہ سکتا تھا۔ کہ یورپ جو ان بیماریوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ان کے علاج کی طرف متوجہ ہوگا۔ یہ تغیرات آج سب لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ جو مجھے آتے ہیں۔ بیشک یورپ ابھی شراب کو چھوڑ نہیں سکا۔ طلاق میں بھی اسلامی تعلیم کو قائم نہیں کرسکا۔ اور یہی حال دوسرے مسائل کا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس کا مزاج کس طرف مائل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ ع

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اور اصل چیز یہی ہے۔ کہ

یورپ کا مزاج

اس طرف آرہا ہے۔ اور جب اس طرف میلان ہورہا ہے۔ تو ایک نہ ایک دن ان احکام پر عمل بھی ہوکر رہے گا۔ تمام قوم کو ایک ہی دن میں کسی بات پر قائم نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری جماعت جو خدا تعالےٰ کو مانتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا نبی یقین کرتی ہے۔ وہ کونسی ہر بات پر پوری طرح فورًا عمل کرتی ہے۔ بے شک بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو ہر اس بات پر جو پیش کی جاتی ہے۔ فورًا عمل شروع کردیتے ہیں۔ مگر کئی ایسے ہیں۔ جن کو ہموار کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح کوئی کیل موٹا ہو۔ تو اسے رگڑ رگڑ کر ٹھیک کرنا پڑتا ہے۔ پھر

یورپ کے لوگ

جن کی گھٹی میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ ان کو ایک دن میں کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر یہ سب باتیں احمدیت میں ہی مل سکتی ہیں۔ اگر یہ مٹ جائے۔ تو قرآن بھی ساتھ ہی مٹ جاتا ہے۔ اگر یہ مٹ جائے۔ تو اسلام کے احکام کی حکمت بھی ساتھ ہی مٹ جاتی ہے۔

پھر جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو لگا دیا ہے۔ اس کے سوا کوئی جماعت ایسی نہیں۔ جو

خدا تعالےٰ کے لئے کوئی کام

کرتی ہو۔ مصر۔ فلسطین۔ عرب۔ افغانستان ترکی اور خود ہندوستان میں نئی نئی ترقیات ہورہی ہیں۔ مگر ان کا محور کہیں بھی خدا تعالےٰ کی ذات نہیں۔ سب تحریکات وطنی اور قومی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا خانہ سب جگہ خالی ہے۔ اگر کوئی جماعت دعوے کے لحاظ سے بھی ایسی ہے۔ تو وہ

صرف ایک احمدیہ جماعت

ہے۔ یہ کوئی سوچنے والی بات نہیں۔ اس میں کسی غور اور فکر کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں کوئی اور جماعت ایسی پیش کرو۔ جو خدا تعالےٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے کام کررہی ہو۔ یقینًا ایسا نہ کرسکو گے۔ مصری۔ ترکی۔ عربی اور ہندوستان کی سب مذہبی اور سیاسی تحریکات میں سے کوئی ایسی نہیں۔ جس کی یہ غرض ہو۔ ہندوستان کی "جمعیتہ العلماء" بھی آج یہی کہہ رہی ہے۔ کہ کانگرس کے ساتھ شامل ہوئے بغیر اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس اسلام کو زندہ رہنے کے لئے

کانگرس کی مدد

درکار ہے۔ اسکی حقیقت کو ہر انسان خود سمجھ سکتا ہے۔ غرضیکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں نہ چھوٹی نہ بڑی جو خدا تعالےٰ کے لئے کام کرتی ہو۔ صرف یہی ایک جماعت احمدیہ ہے۔ جو محبت الٰہی کے محور کے گرد گھومتی ہے۔ اور جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کو کھینچ کر خدا تعالےٰ کے پاس لایا جائے۔ دنیا میں لوگ مال کی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ اور جذبات کی بھی۔ مگر ان میں سے کوئی بھی خدا تعالےٰ کے لئے نہیں ہوتی۔ سب ذاتی یا خاندانی یا قومی اغراض کے ماتحت ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کے لئے کوئی نہیں ہوتی۔ اسی طرح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ اور درجہ کی صحیح شناخت

بھی احمدیت سے باہر نظر نہیں آتی۔ منہ سے کہنا۔ کہ ہم آپ کے عاشق ہیں اور بات ہے لیکن ان لوگوں کی تقریروں کو اگر سنو۔ تو اگر وہ ہمارے دلائل کی خوشہ چینی نہیں کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل نہیں کرتے۔ تو ان میں سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا۔ کہ

آپ کملی والے ہیں

آپ کی زلفیں ایسی تھیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ کیا آپ کی یہی خوبیاں تھیں۔ جن کے لئے اللہ تعالےٰ نے تیرہ سو سال سے دنیا میں لڑائیاں جھگڑے اور خونریزیاں کراتا رہا ہے۔ ان کے ذہن اس سے آگے نہیں جاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلق انسانی روح کی ترقی کے مدارج کا بیان۔ اور اسکی ترقی کے لئے روحانی نور کا مہیا کرنا یہ ساری خوبیاں ان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اگر یہ خوبیاں کسی کے سامنے آئیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ اور اگر آج یہ خزانہ کہیں موجود ہے۔ تو جماعت احمدیہ میں۔ پھر خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ سے روحانی ترقیات کا جو دروازہ کھول دیا ہے۔

امید کے دودھ سے لبریز پیالہ

جو دیا ہے۔ وہ بھی ہمارے سوا کسی کے پاس نہیں۔ تمام مسلمان آپ کی ذات کو مایوس اور افسردگی کا پیغام قرار دیتے ہیں۔ اور ایک ایسی دیوار ظاہر کرتے ہیں۔ جو افضال الٰہی کے دروازہ کے آگے کھڑی ہے۔ صرف ایک ہی شخص ہے۔ جس نے بتایا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دروازہ کو بند کرنے والی دیوار نہیں ہیں۔ بلکہ ایک بند دیوار کا دروازہ ہیں۔ جو خدا تعالےٰ اور بندے کے درمیان حائل تھی۔ ختم نبوت بند کرنے والی دیوار نہیں۔ بلکہ ایک وسیع دروازہ ہے۔ جس سے ہوکر بندہ خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اور بندے کے تعلقات منقطع ہوگئے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ زیادہ کثرت اور وسعت کے ساتھ خدا تعالےٰ آپ کے وجود میں سے ہوکر بندے تک پہنچے گا۔

یہ وہ

عظیم الشان امید کا دروازہ

ہے۔ اور امنگیں پیدا کرنے والی تعلیم ہے۔ جو احمدیت سے باہر نظر نہیں آسکتی۔ اگر احمدیت نہ ہو۔ تو یہ خزانہ پھر مٹ جاتا ہے۔ یہ امور دنیا سے مخفی تھے۔ اور صرف احمدیت کے ذریعہ ہی ظاہر ہوئے۔ بے شک ظاہری علماء کی دنیا میں کمی نہیں تھی۔ اور نہ ہے۔ عربی کے ایسے بڑے بڑے عالم دنیا میں موجود ہیں۔ جو ہمارے بڑے بڑے علماء کو برسوں پڑھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکتے ہیں۔ روایاتِ حدیث کی چھان بین کے ایسے ایسے ماہر دنیا میں موجود ہیں۔ صرف و نحو کے ایسے ماہر موجود ہیں۔ جو ہمارے علماء کو برسوں پڑھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک قشر ہیں۔ ایک مکان جب تیار کیا جاتا ہے۔ تو اس کے باہر سفیدی کرنے اور پھول اور بیل بوٹے بنانے والے بھی مفید کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر عمارت بنانے کے بعد اس میں رہنے والے میسر نہ ہوں۔ تو وہ عمارت کسی کام کی نہیں۔

تغلق خاندان کے ایک بادشاہ نے

ایک نیا شہر آباد کیا تھا۔ اور وہ لوگوں کو جبراً وہاں لے گیا۔ مگر دوسرے سال لوگ پھر وہاں سے بھاگ آئے۔ اور وہ اجاڑ ہو گیا۔

تو جب تک قرآن کریم کا مغز اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقی روح نہ ہو۔ کسی میں خالی علم کا ہونا کسی کام کا نہیں۔ جہاں تک عرفان کا تعلق ہے۔ وہ جاہل ہیں۔ اور ہمارے جاہل بھی ان سے زیادہ عالم ہیں۔ اگر دولت صرف روپوں اور پونڈوں کا نام نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو ہمیں وہ خزانہ ملا ہے۔ جس کے مقابل میں دنیا کے سب خزانے ہیچ ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ اس خزانہ کو محفوظ رکھیں۔ کسی شخص کی جیب میں اگر دس بیس روپیہ کے نوٹ ہوں۔ تو وہ بار بار جیب پر ہاتھ مارتا ہے دو چار سو روپیہ ہو۔ تو بڑی احتیاط سے اسکی نگرانی کرتا ہے۔ پچاس ساٹھ ہزار یا لاکھ دو لاکھ ہو۔ تو اسے بنکوں میں محفوظ کرتا ہے۔ جس کے پاس لاکھوں روپیہ ہو۔ اسکی نیند بھی حرام ہو جاتی ہے۔ اور کروڑوں کا مالک تو اپنی زندگی کا مقصد اسکی حفاظت ہی سمجھتا ہے۔ رکھنے کو تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ اس دولت کا چوکیدار ہوتا ہے۔ تو جس قوم کو ایسی

عظیم الشان دولت

ملی ہو۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اسکی ذمہ واری کتنی بڑی ہے۔ اس ذمہ واری کو پورا کرنے کے لئے دو اصول پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اول تو جگہ کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے پھیلا دیں۔ کیونکہ اس کا ایک ہی جگہ رہنا بہت خطرناک ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل کو کوئی ایسی حکومت نہیں آئیگی۔ جو اسے مٹانے کے درپے ہو۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے اس طرح پھیلا دیں کہ اگر دس۔ بیس۔ چالیس۔ پچاس نوّے۔ پچانوے بلکہ ننانوے فی صدی حکومتیں بھی اسے مٹانا چاہیں۔ تو ایک نہ ایک ٹھکانا ضرور ایسا ہو۔ جہاں احمدیت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات پھیلا رہی ہو۔ سچائی کبھی مخالفت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اس لئے جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ ہم مخالفت کے بغیر ہی کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ غلطی خوردہ ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ

احمدیت ایک روحانی طاقت ہے

تو جوں جوں یہ طاقت میں بڑھتی جائے گی۔ اسکی مخالفت بھی بڑھتی جائے گی۔ یہانتک کہ وہ دن آجائے گا۔ کہ دنیا کی آخری لڑائی اسی سوال پر لڑی جائیگی۔ کہ دنیا میں احمدیت رہنی چاہیئے۔ یا دوسرے خیالات۔

پس اسکی حفاظت کے لئے پہلی ضروری چیز تو یہ ہے۔ کہ ہم اسے پھیلا دیں۔ تا اگر اکثر حکومتیں بھی اسے مٹا دیں۔ تب بھی ایسی جگہیں باقی رہ جائیں۔ جہاں

احمدیت پوری شان کے ساتھ

قائم ہو۔ اور ترقی کی طرف قدم اٹھا سکے۔

دوسرے اسے زمانہ کے لحاظ سے قائم کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم اسے ساری دنیا میں پھیلا دیں۔ لیکن ہماری آئندہ نسلیں احمدیت پر مضبوط نہ ہوں۔ تو ہماری ساری محنت رائیگاں جائیگی پس صرف دنیا تک اسکو پہنچا دینا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ بلکہ آئندہ نسلوں میں اس کا قائم کرنا بھی ہے۔ ہمارا ایک حملہ مقام پر ہونا چاہیئے۔ اور دوسرا زمانہ پر۔ مقام کے لحاظ سے اسے گوشہ گوشہ میں پہنچا دینا ضروری ہے۔ اور زمانہ کے لحاظ سے آئندہ نسلوں تک۔ اگر ہم اسے ساری دنیا میں پہنچا دیں۔ مگر آئندہ نسلوں میں اسے مضبوطی سے قائم نہ کریں۔ تو وہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی شخص قطب صاحب کے مینار سے بھی دس گنا اونچا مینار بنائے۔ لیکن جس دن وہ کھڑا ہو۔ اس سے اگلے روز وہ گر جائے۔ پس

ہمارا فرض

ہے۔ کہ اسے نہ صرف مقام کے لحاظ سے۔ بلکہ زمانہ کے لحاظ سے بھی مضبوط کریں۔ اور اسے سینکڑوں ہزاروں سالوں تک پھیلانے کا انتظام کر دیں۔ اور اس عظیم الشان کام کو دیکھتے ہوئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے عظیم الشان جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جو بیدار کرنے والوں سے مستغنی ہو۔ جو بیداری دھماکوں سے پیدا ہو۔ وہ بھی کیا بیداری ہے۔ جاگنا وہی مفید ہوتا ہے۔ جو انسان جاگتا اور پھر جاگتا ہی رہتا ہے۔ جو بیدار ہوتا اور پھر سو جاتا ہے۔ وہ افیونی کی طرح ہے۔ دھماکوں سے بیدار ہونا اور پھر سو جانا بہت بڑا مرض ہے۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کی بیداری اس وقت تک دھماکوں کی بیداری ہے۔

تحریک جدید کے شروع میں

میں نے جماعت کو اس طرف خاص طور پر متوجہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس سبق کو جماعت نے یاد نہیں کیا۔ جب تحریک جدید کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس وقت جماعت میں ایسی بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ کہ میں نے حالات کا صحیح اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے جب اپنے محدود علم کے مطابق جماعت سے ۲۷ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ تین سال کے لئے یہ رقم درکار ہے۔ تو جماعت نے ایک لاکھ سات ہزار کے وعدے کئے۔ حالانکہ وعدے کرنے والوں میں سے بہتوں نے ابھی صرف پہلے ہی سال کا حصہ دیا تھا۔ کتنی عظیم الشان بیداری تھی۔ مگر یہ

دھماکے کی بیداری

تھی۔ دشمن نے ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔ جس سے جماعت میں ایک سنسنی پیدا ہوئی۔ لرزہ پیدا ہوا۔ اور وہ بیدار ہو گئی۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا۔ کہ جو بیداری مار سے پیدا ہو۔ وہ کوئی بیداری نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے لئے نہیں۔ بلکہ دشمن کے لئے ہوتی ہے۔ اور اس کا ثواب اگر دشمن کو مل سکتا۔ تو اسے ملتا۔

غرض ۱۹۳۴ء کے آخر میں جماعت میں جو بیداری ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں جماعت نے ایسی غیر معمولی قربانی کی روح پیش کی۔ جسکی نظیر اعلےٰ درجہ کی زندہ قوموں میں بھی مشکل سے مل سکتی ہے۔ کمزور قوموں سے مقابلہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ یہ قربانی زندہ قوموں کے مقابل پر بھی فخر کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہے۔ مگر وہ تھپڑ اور مار کے نتیجہ میں تھی۔ دشمن کے تھپڑ سے دوست یکدم گھبرا گئے۔ اور انہوں نے محسوس کیا۔ کہ ہم پیسے جانے لگے ہیں۔ تب خیال کیا۔ کہ موت سے پہلے کچھ خرچ کر لو۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا سال آیا۔ اور میں نے ہر موقعہ پر یہ سمجھایا۔ کہ

حقیقی قربانی

دائمی قربانی کا نام ہے۔ مگر تھپڑ کی چوٹ اور صدمہ جوں جوں کم ہوتا گیا۔ جوں جوں دشمن کو ذلت نصیب ہوتی گئی۔ جماعت کے لوگ بھی لیٹنے لگے۔ اور بعض تو غفلت کی نیند سو گئے۔ حتےٰ کہ جب میں نے دوسرے دور کی تحریک کی تو بعض لوگوں نے خیال کر لیا۔ کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ اور اب ہمیں کسی اور آواز کے سننے کی ضرورت نہیں۔ میں مانتا ہوں۔ کہ تحریک جدید کے پہلے دور میں احباب نے غیر معمولی کام کیا۔ اور ہم اسے فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ مؤرخ آئیں گے۔ جو اس امر کا تذکرہ کریں گے۔ کہ

جماعت نے ایسی حیرت انگیز قربانی کی

کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہیں۔ حکومت کے اس عنصر کو جو ہمیں مٹانے کے درپے تھا۔ متواتر ذلت ہوئی۔ اس نے جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ جھوٹی مسلیں تک بنائیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اسے ناکام کیا۔ اور ہم اندر بھی اور باہر بھی ہر جگہ اس قابل ہوئے۔ کہ اعلےٰ حکام کو بتا سکیں۔ کہ وہ ان کو بھی دھوکا دیتے رہے ہیں۔ اور دنیا کو بھی حتےٰ کہ گورنمنٹ کو بھی محسوس کرنا پڑا۔ اور اس نے پہلے نوٹس کے متعلق اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔ اور تسلیم کیا۔ کہ اسکی غلطی تھی۔ اور ہم حق پر تھے۔ مگر

فتنہ پرداز حکام

نے پھر کوشش کی۔ کہ ایسی صورت پیدا کر دیں۔ جس سے وہ اپنی شکست کو چھپا سکیں۔ مگر انہیں پھر ناکامی ہوئی۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس ضلع میں مسٹر انز ڈپٹی کمشنر ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔ اور کہا۔ کہ کیوں نہ

جماعت احمدیہ اور گورنمنٹ میں صلح

ہو جائے۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ ہم صلح کے لئے تو ہر وقت تیار ہیں۔ مگر دب کر صلح نہیں کریں گے۔ انہوں نے ایک سکیم پیش کی۔ اور کہا۔ کہ اس سے جماعت کی عزت بھی قائم رہے گی۔ اور گورنمنٹ کی بھی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ گورنمنٹ کو ذلیل کرنا تو ہمارا مقصد ہی نہیں۔ افسوس ہے۔ کہ وہ جلد یہاں سے چلے گئے۔ اگرچہ انہوں نے کہا تو یہ تھا۔ کہ میں اس وعدہ پر اس ضلع میں آیا ہوں۔ کہ مجھے کم سے کم

تین سال تک رہنے کا موقعہ

دیا جائے گا۔ مگر وہ جلد رخصت پر گئے۔ اور پھر غالباً پنجاب سے ہی بدل دیئے گئے۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں پچھلی تمام مسلیں پڑھوں گا۔ اور پھر سب واقعات پر غور کر کے اس امر کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا۔ کہ جماعت احمدیہ پر کہاں تک سختی ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ جلد یہاں سے چلے گئے۔ لیکن جانے سے کچھ عرصہ پہلے ایک دفعہ خانصاحب مولوی فرزند علی ان سے ملے۔ تو انہوں نے خانصاحب سے کہا۔ کہ اس وقت تک میں نے تین مسلیں پڑھی ہیں۔ اور میری یہی رائے ہے۔ کہ ان معاملات میں آپ حق پر تھے۔ اور آپ پر ناواجب سختی کی گئی تھی۔ افسوس کہ انہیں موقعہ نہ ملا۔ ورنہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جاتی دفعہ میں ایک ایسا تفصیلی نوٹ چھوڑ کر جاؤں گا۔ جس میں ان تمام امور کے متعلق جن میں آپ حق پر ثابت ہوں گے۔ آپ کی برأت کر دی جائے گی۔ تو یہ موقعہ بھلا کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری کمیونٹی کو کہاں مل سکتا ہے۔ کہ وہ ثابت کردے۔ کہ

حکام نے غلطی کی

تھی۔ اور وہ حق پر تھی۔

ایک دفعہ یہاں ایک مار پیٹ کا کیس ہوگیا۔ اور ایک شخص نے بعض احمدیوں کے نام یونہی لکھوا دیئے۔ کہ انہوں نے مجھے مارا ہے۔ بعد میں اس سے کسی نے کہا۔ کہ تم نے غلطی کی بڑے بڑے آدمیوں کے نام لکھوانے چاہئیں تھے۔ چنانچہ اس نے بعد میں چند بڑے بڑے احمدیوں کے نام لکھوا دیئے۔ مقدمہ پولیس نے شروع کردیا۔ ہمیں معلوم تھا۔ کہ اس کے پہلے بیان میں اور نام تھے۔ چنانچہ جماعت نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو گواہی میں بلایا۔ کہ ڈائریاں لے کر آئے۔ اور بتائے۔ کہ شکایت کرنے والے کا پہلا بیان کیا تھا۔ مگر گورنمنٹ کی طرف سے کہا گیا۔ کہ یہ سرکاری راز ہیں۔ جن کو ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ یہ بالکل نامعقول بات ہے۔ زید اور بکر کی لڑائی ہو۔ اور زید ایک رپورٹ لکھوائے۔ تو اس میں سرکار کا کیا تعلق ہے۔ اور زید کی رپورٹ سرکاری راز کس طرح کہلا سکتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ سرکاری افسروں کی طرف سے اسے شرارت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو۔ آخر اپیل میں اوپر کے مجسٹریٹ نے ان کاغذات کا مطالبہ کیا۔ اور کاغذات پیش ہوئے۔ اور سارا فریب کھل گیا۔

اس قسم کے بیسیوں واقعات گذشتہ چار سالوں میں ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے متوالی افسروں کو جو احمدیوں سے بلا وجہ دشمنی رکھتے تھے۔ بُری طرح ذلیل کیا ہے۔ اور اسی طرح ہمارے دوسرے دشمنوں کو بری طرح ذلیل کیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمیں ہر میدان میں کامیابی اور

دشمنوں کو ذلت

نصیب ہوئی۔ اور احرار کو تو اللہ تعالےٰ نے ایسا ذلیل کیا ہے۔ کہ اب وہ مسلمانوں کے سٹیج پر کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ کجا تو یہ کہ وہ وزارت کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اور وزارتیں تقسیم کر رہے تھے۔ اور کجا یہ کہ اسمبلی میں ان کا صرف ایک ہی ممبر ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ وہ کہہ یہ رہے ہیں۔ کہ ہم نے احمدیہ جماعت کو کچل دیا ہے۔ حالانکہ اسمبلی میں ایک ہی ممبران کا اور ایک ہی ہمارا ہے اور وہ تو سو فی صدی مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر ہم ایک فی صدی ہیں۔ مگر اسمبلی میں سو فی صدی والوں کے برابر ہیں۔ اب ملتان میں انہوں نے پھر ایک کونسل کی ممبری کے حصول کے لئے کوشش کی تھی۔ مگر

نہایت سخت شکست

کھائی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے ہمارے سب دشمنوں کو ایسی سخت شکست دی ہے۔ کہ حکام نے خود اسکو تسلیم کیا ہے۔ کئی رنگ میں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوششیں ہوئیں۔ حتیٰ کہ عدالتوں کو بھی متاثر کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن اس صورت میں بھی ہائی کورٹ سے اللہ تعالےٰ نے ہماری برأت کرائی۔ اس کے علاوہ جو جماعت میں تبدیلی ہوئی۔ وہ بہت ہی شاندار ہے۔ ہماری جماعت لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ جس میں امیر غریب ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں۔ جن کو سات سات اور آٹھ آٹھ کھانے کھانے کی عادت تھی۔ اور جن کے دسترخوان پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک کھانے ہی کھانے پڑے ہوتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ مجھے عربی مدارس کے معاینہ کے لئے ایک سفر کرنا پڑا۔ راستہ میں ایک جگہ احباب نے دعوت کی۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس قدر کھانے سامنے پڑے تھے۔ کہ اگر میں اپنے ہاتھ پھیلاتا۔ تب بھی سب پلیٹوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حتیٰ کہ اگر لیٹ جاتا۔ تب بھی بعض تھالیاں مجھ سے دور رہتیں۔ کوئی چالیس قسم کے کھانے تھے۔ میں نے دبی زبان سے اس کا شکوہ بھی کیا۔ مگر ایک دوست نے جو ساتھ تھے۔ مجھے روکا اور کہا۔ کہ ایسا نہ کریں۔ صاحب خانہ کی دل شکنی ہوگی۔ ابھی تو بہت سادگی سے کام لیا گیا ہے۔ ورنہ یہاں معززین کی دعوت میں اس سے بہت زیادہ کھانے ہوتے ہیں۔ تو اس قسم کے لوگ بھی جماعت میں موجود تھے۔ مگر تحریک جدید کے ماتحت سب نے

ایک ہی کھانا کھانا

شروع کردیا۔ اور نہ صرف احمدیوں نے بلکہ بیسیوں جگہ سینکڑوں غیر احمدیوں نے بھی اس طریق کو اختیار کرلیا۔ میری ایک ہمشیرہ شملہ گئی تھیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ وہاں بہت سے رؤساء کی بیویوں نے مانگ مانگ کر تحریک جدید کی کاپیاں لیں۔ اور کہا۔ کہ کھانے کے متعلق ان کی ہدایات بہت اعلےٰ ہیں۔ ہم انہیں اپنے گھروں میں رائج کریں گی۔ ایک نوجوان نے بتایا۔ کہ وہ بعض غیر احمدیوں کے ساتھ ایک میس میں شریک تھے۔ تحریک جدید کے بعد جب انہوں نے دوسرا کھانا کھانے سے احتراز کیا۔ اور دوسرے ساتھیوں کے پوچھنے پر اسکی وجہ ان کو بتائی۔ تو انہوں نے بھی وعدہ کیا۔ کہ یہ بہت اچھی تحریک ہے۔ ہم بھی آئندہ اس پر عمل کریں گے۔ پھر میں نے

سینما دیکھنے کی ممانعت

کی تھی۔ اس بات کو ہمارے زمیندار دوست نہیں سمجھ سکتے۔ کہ شہریوں کے لئے اس ہدایت پر عمل کرنا کتنا مشکل تھا۔ شہر والے ہی اسے سمجھ سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے لئے سینما کو چھوڑنا ایسا ہی مشکل تھا۔ جیسے موت قبول کرنا۔ جن کو سینما جانے کی عادت ہو جاتی ہے۔ وہ اسے زندگی کا جزو سمجھتے ہیں۔ مگر ادھر میں نے مطالبہ کیا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ اور ادھر ننانوے فی صدی لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور پھر نہایت دیانتداری سے اس عہد کو نباہا۔ اور عورت مرد سب نے اس پر ایسا عمل کیا۔ کہ جو

دنیا کے لئے رشک کا موجب

ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس سے لاکھوں روپیہ بچ گیا ہوگا۔ سینما دیکھنے والے عموماً روزانہ دیکھتے ہیں۔ اگر مہینہ میں دس دن بھی سینما کے شمار کئے جائیں۔ اور صرف چار آنہ والے ٹکٹ کا اندازہ کیا جائے۔ تب بھی سال میں تیس روپے فی کس کا خرچ ہے۔ اور اگر جماعت کے سینما جانے والوں کی تعداد ایک ہزار سمجھی جائے۔ تو

تیس ہزار سالانہ کی بچت جماعت کو ہو گئی

جو رقم کہ چار سال کے حساب سے سوا لاکھ بنتی ہے۔ مگر سارے چار آنہ میں ہی دیکھنے والے نہیں ہوتے۔ بعض روپیہ دو روپیہ کا ٹکٹ لیتے ہیں۔ پھر اس سے جو وقت بچا۔ اسکی قیمت کا اندازہ کرو۔ گھر سے سینما آنے جانے تماشہ کا انتظار خود تماشہ کا وقت اگر اندازہ کیا جائے۔ تو تین چار گھنٹے سے کم نہ ہوتا ہوگا۔ یہ وقت بھی بچ گیا۔ پھر گھروں میں اس سے امن قائم ہؤا۔ جو لوگ سینما دیکھنے جاتے تھے۔ ان کی بیویوں کو واپسی تک جاگنا پڑتا ہوگا۔ جس سے بعض اوقات لڑائی بھی ہو جاتی ہوگی۔ اب ایسے لوگ جلدی گھر آجاتے ہوں گے۔ اور میاں بیوی کو

باہم دکھ سکھ کی بات چیت

کرنے کا موقع مل جاتا ہوگا۔ کسی کی نیند خراب نہیں ہوتی ہوگی۔ پس یہ مطالبہ معمولی نہ تھا۔ لیکن جماعت نے اسے سنا اور پورا کردیا۔ اور اس سے فوائد بھی حاصل کئے۔ اس کے علاوہ کون نہیں جانتا۔ کہ عورت کپڑوں پر مرتی ہے۔ مگر ہزارہا عورتوں نے دیانتداری سے لباس میں سادگی پیدا کرنے کے حکم پر عمل کیا۔ یہ باتیں انفرادی قربانی اور

قومی فتح

کا ایک ایسا شاندار نمونہ ہیں۔ جس کی مثال کم ملتی ہے۔ یہ قربانی معمولی نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ کی قربانی ہے۔ اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے اس میں

فتوحات کا لمبا سلسلہ

ہے۔ پھر کتنے نئے ممالک میں احمدیت روشناس ہوئی۔ کم سے کم دس پندرہ ممالک ایسے ہیں۔ کئی علاقوں میں گو احمدیت پہلے سے تھی۔ مگر تحریک جدید کی جدوجہد کے نتیجہ میں اس کا اثر پہلے سے بہت وسیع ہوگیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اس سے پہلے دنیوی لحاظ سے جماعت کو صرف ایک دستہ فوج سمجھا جاتا تھا۔ اور اسکی حیثیت مسلمانوں کے ایک بازو کی تھی۔ لیکن احرار اور بعض حکام نے ہمارے خلاف جو شورش پیدا کی۔ اس سے ڈر کر سارے مسلمانوں نے ہم کو علیحدہ کردیا۔ خود گورنر پنجاب نے ایک دفعہ چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب سے کہا۔ کہ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ آپ کے مخالف صرف احرار ہیں۔ سب قوموں اور فرقوں کے لوگ میرے پاس آ آکر آپ کی شکایتیں کرتے ہیں۔ ممکن ہے۔ اس میں کچھ مبالغہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جو لوگ ہمارے مؤید تھے۔ انہوں نے کبھی ان کے سامنے اپنے خیالات ظاہر نہ کئے ہوں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہماری مخالفت بہت عام ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ

وہ مسلم لیگ

جس کے اجلاس بعض دفعہ نہ ہو سکتے تھے۔ اور وہ مجھ سے روپیہ لیکر اجلاس کرتی تھی۔ اسے بھی زکام ہؤا۔ اور اسکی پنجاب کی شاخ نے یہ فیصلہ کردیا۔ کہ احمدی اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ

کفرانِ نعمت کی انتہا

تھی۔ لیکن اسکی وجہ یہی تھی۔ کہ اس وقت ہمارے خلاف لوگوں میں اتنا جوش تھا۔ کہ انہوں نے خیال کیا۔ اگر ہم نے احمدیوں کو شامل رکھا۔ تو لوگ ہمیں ووٹ نہیں دیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو سزا دی۔ اور پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کی بھی ایک ہی نشست ہے۔ گویا وہ بھی ہمارے برابر ہیں۔ جو یقیناً ہماری فتح ہے۔ ہماری جماعت تو مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ایک ہی ضلع میں ہوں۔ توہم دو ممبریاں بھی لے سکتے ہیں۔ مگر ہم پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک ممبری کا حصول بھی ہمارے لئے ناممکن ہے۔ پس ایک نشست کا حاصل کرلینا بھی ہماری بہت بڑی فتح ہے۔ لیکن ان کا صرف ایک نشست حاصل کرنا ان کی سخت شکست۔ بہرحال اس وقت تک ہم مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے گذشتہ فتنہ سے مرعوب ہوکر ہمیں اسی طرح الگ کرنے کی کوشش کی۔ جس طرح دودھ سے مکھی نکال دی جاتی ہے۔ اور اس طرح ہمیں تن تنہا سب دشمنوں سے لڑنے کا موقعہ ملا۔ اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم اس لڑائی میں کامیاب ہوئے اور دنیا نے محسوس کرلیا۔ کہ جماعت احمدیہ صرف مسلمانوں کے لشکر کا ایک بازو ہی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی منفردانہ حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ پہلے ہماری اس حیثیت سے دنیا واقف نہ تھی۔ تحریک جدید کے نتیجہ میں ہی وہ اس سے آشنا ہوئی ہے۔ مگر یہ سب فتوحات جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیں حاصل ہوئیں۔ ہمارا مقصد نہیں۔

ہمارا مقصد

ان سے بہت بالا ہے۔ اور اس میں کامیابی کے لئے ابھی بہت قربانیوں کی ضرورت ہے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں احمدیت قائم نہ ہو۔ اس وقت تک جماعت حقیقی طور پر صرف ہندوستان میں ہے۔ اور یہاں اسے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے رنگ میں مضبوطی حاصل ہے۔ کہ اور کہیں نہیں۔ ہندوستان سے اتر کر وہ ملک جہاں احمدیت کو مضبوطی حاصل ہو رہی ہے اور جہاں لوگ اسے سمجھنے اور اسے اپنی زندگی کا جزو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ

سماٹرا اور جاوا

ہیں۔ وہاں سے طالب علم بھی دین سیکھنے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اور جب تاریخ عالم میں احمدیت کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو ہندوستان کے بعد ان جزائر کا ذکر نمایاں طور پر ہوگا۔ تیسرا مقام جہاں احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ اور جہاں اسے سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

عرب

ہے۔ جس کے ساتھ فلسطین بھی شامل ہے۔ فلسطین میں ایک گاؤں احمدیہ جماعت کا مرکز ہے۔ یعنی وہ قریباً سب کا سب احمدی ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ احمدی جماعتیں مصر اور شام میں بھی ہیں۔ فلسطین کے جس گاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسی جماعت ہے۔ جو عملی طور پر احمدیت کو اپنی زندگی میں داخل کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے مدرسے بھی جاری کر رکھے ہیں۔ لٹریچر بھی شائع کرتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا تیسرا ملک عرب ہے۔ جس میں شام اور فلسطین وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جو احمدیت کی روح کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر تعداد کے لحاظ سے گو ابھی علمی لحاظ سے نہیں۔ مغربی افریقہ کو بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ وہاں اس وقت تک پچاس ساٹھ ہزار احمدی ہوچکا ہے۔ اور احمدیت وہاں وسیع طور پر پھیل رہی ہے۔ اور یہ صرف ہمارے مبلغین کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ خود ان میں سے جو لوگ احمدی ہوتے ہیں۔ وہ آگے جاکر دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں تعلیم بہت کم ہے۔ اور ایسے لوگوں کو ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے۔ بعض کو دوسرے لوگ دھوکا بھی دے سکتے ہیں۔ مگر باوجود تعلیم کی کمی کے وہ لوگ بہت کام کر رہے ہیں۔ ان کے مدرسے جاری ہیں۔ اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ کئی نوجوان اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں۔ جنہوں نے چھ چھ ماہ تبلیغ کے لئے وقف کئے اور سینکڑوں میلوں کے پیدل سفر کرکے تبلیغ کے لئے گئے۔ اور نئی جماعتیں قائم کیں۔ ہندوستان میں بیٹھے ہوئے لوگ یہ اندازہ نہیں کر سکتے۔ کہ غیر ممالک میں کیا کام ہو رہا ہے۔ یہاں تو بعض لوگ احمدیہ جماعتیں قادیان ننگل اور بھینی میں ہی سمجھتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے وہ لڑائی نہیں۔ جو غیر ممالک میں لڑی جارہی ہے۔ اور جس میں ہمارے مجاہد نوجوان اپنا خون اور پانی ایک کر رہے ہیں۔ اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند کر رہے ہیں۔ بے شک ان ممالک سے کوئی روپیہ یہاں نہیں آتا۔ یا کم آتا ہے۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں کے چندہ کا ۷۵ فی صدی مقامی طور پر خرچ کیا جائے۔ اور صرف ۲۵ فی صدی یہاں آئے۔ اور جہاں ضرورت ہو۔ سو فیصدی ہی وہاں خرچ کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ لیکن اس لڑائی میں ہمیں یہاں سے روپیہ نہیں بھیجنا پڑتا۔ کیا یہ کم آرام کی بات ہے۔ بے شک ان کا روپیہ یہاں خزانے میں جمع نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ کامیابی کا اندازہ روپیہ سے کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ کوئی کام نہیں ہو رہا۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ جماعتیں اپنے طور پر کافی خرچ کر رہی ہیں۔ اور بعض بعض جماعتوں کے بجٹ دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار کے ہوتے ہیں۔ اگر وہ ساری رقمیں یہاں آئیں۔ تو ہمارا بجٹ دگنا نہیں تو ڈیوڑھا تو ضرور ہو جائے۔ مگر وہاں بھی ایک لڑائی جاری ہے۔ اور ایسی صورت میں ہمارا وہاں سے روپیہ منگوانا بہت بڑی حماقت ہو گی۔ گو کئی نادان وہاں سے روپیہ نہ آنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی کام نہیں ہو رہا۔ حالانکہ ان کے بجٹ ہزاروں کے ہوتے ہیں۔ پھر تحریک جدید میں انہوں نے بھی پورے شوق سے حصہ لیا ہے۔ اور بعض ممالک سے ڈیڑھ ڈیڑھ اور دو دو ہزار روپے بھی آتے رہے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

عظیم الشان کام

ہمارے سامنے ہے۔ اگر وہ اس امر کے منتظر ہیں۔ کہ تھپیڑ پڑے۔ تو اٹھیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے پاس تھپیڑوں کی کمی نہیں۔ مگر یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ کہ آدمی تھپیڑ کھاکر بیدار ہو۔ یہ نمونہ تو ہم نے دکھا دیا۔ کہ کوئی ضرب لگائے۔ تو بیدار ہوکر ہم ایسا مقابلہ کرتے ہیں۔ کہ اسکی مثال نہیں ملتی۔ اور اب تحریک جدید کے دور ثانی میں ہم نے یہ دکھانا ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ کی محبت میں

بغیر مار کھائے بھی ہم ویسی ہی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی دور کی کامیابی پر اس سوال کا فیصلہ ہوگا۔ کہ احرار کی مار کی ہمارے دلوں میں زیادہ عظمت ہے یا خدا تعالےٰ کی محبت۔ اور اس سوال کا آپ جو جواب بھی دیں گے۔ اس سے آپ کی قیمت کا اندازہ ہوگا۔ دور ثانی ایسی حالت میں شروع کیا گیا ہے۔ کہ جب بظاہر کوئی خطرہ سامنے نہ تھا۔ اور یہ اسلئے ہوا۔ کہ تا اللہ تعالےٰ ہمیں اس پر فخر کا موقعہ دے۔ اور ہم بتا سکیں۔ کہ جس طرح اگر دشمن ہمیں ذلیل کرنا چاہے۔ تو ہم ایسی قربانی کرتے ہیں۔ جس سے وہ ناکام ہو جائے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی محبت میں بھی اگر ہمیں قربانی کرنا پڑے۔ تو پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کے ایک حصہ نے دور ثانی کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ دورِ اول میں تو دشمن گھونسہ تانے ہمارے سروں پر کھڑا تھا۔ اس وقت ہم میں جو بیداری پیدا ہوئی۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے تھی۔ مگر آج کوئی دشمن سامنے نہیں کھڑا۔ اور اس طرح حملہ آور نہیں۔ گو اندر ہی اندر آگ سلگائی جارہی ہے۔ اور ایک لاوا ہے۔ جو پک رہا ہے۔ مگر وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسلئے آج کی قربانی دشمن کی مار کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی اس وقت کی قربانی خالص خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے ہوگی۔ اس وقت ہمارے مدنظر صرف خدا تعالےٰ کے دین کو پھیلانے کے لئے مستقل کام کی بنیاد رکھنا ہے۔ اور اس کے لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ

ایک مستقل ریزرو فنڈ

قائم کردوں۔ جس سے یہ کام سہولت کے ساتھ چلتا رہے۔ اور اس کے ساتھ نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کروں۔ جو اسلام کو صحیح معنوں میں قائم کرنے والی ہو۔ یہ دونوں کام پہلے سے بہت زیادہ خرچ چاہتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں نے یہ کہدیا ہے۔ کہ جو دوست زیادہ بوجھ نہ اٹھا سکیں۔ ہر سال دس فی صدی چندہ تحریک میں سے کم کرتے جائیں۔ گو میں نے اپنا چندہ گذشتہ سال بھی تیسرے سال کی نسبت دس فی صدی بڑھا دیا تھا۔ بہرحال یہ دوسرا دور تحریک جدید کا آپ کے سامنے ہے۔ مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ آپ اس پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔ اگر آپ اس پر عمل نہ کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کامیابی کا اور کوئی رستہ کھول دے گا۔ مگر میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دو مواقع قربانی کے آئے ہیں۔ ایک وہ جب دشمن مار رہا تھا۔ اور ایک خالص خدا تعالےٰ کی محبت میں قربانی کرنے کا۔ اگر اس دوسرے وقت میں ہم نے سستی دکھائی۔ تو آئندہ زمانہ کے لوگ ہمارے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ آپ میں سے ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور میں نے اپنی میں میرے اچھے عملوں سے آپ لوگوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور آپ کے اچھے عملوں سے مجھے نہیں ہوگا۔ ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا خدا تعالےٰ کے سامنے خود جواب دہ ہے۔ اگر وہ مجھ سے پوچھیگا۔ کہ تم نے کیا قربانی کی۔ تو اس کے جواب کا میں ذمہ وار ہوں۔ تم اپنے لئے آپ سوچ لو۔ کہ تم کیا جواب دوگے۔ یا دے سکوگے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ کل کو اگر کوئی اور قوم ہمارے مقابلہ کے لئے کھڑی ہو جائے۔ تو سست دوست بھی قربانیاں کرنے لگیں گے۔ مگر قیامت کے روز خدا تعالےٰ ان سے کہے گا۔ کہ بے شک تم نے قربانیاں کیں۔ مگر میرے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے۔ اس وقت میں نے آپ لوگوں کے سامنے صرف اصول رکھدیئے ہیں۔ اور ان پر تبصرہ کر دیا ہے۔ اس وقت میں کوئی تحریک نہیں کرتا۔ صرف ایک تحریک کرتا ہوں کہ

رمضان کا آخری عشرہ

جو آنے والا ہے۔ اسکو تحریک جدید کے متعلق سابق قربانیوں کے لئے شکریہ اور آئندہ کے لئے طاقت کے حصول کے لئے خرچ کرو۔ جن کو گذشتہ سالوں میں قربانی کی توفیق ملی ہے۔ وہ اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور ہر ایک دعا کرنے والا اللہ تعالےٰ سے ہر قربانی کرنے والے کے لئے دعا کرے۔ کہ اس نے شوکت دین اور مضبوطی سلسلہ کے لئے جو قربانی کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کرے اور اس کے لئے اپنی محبت اور برکات کا نزول فرمائے۔ اسی محبت اور اخلاص کے مطابق جس کے ساتھ اس نے خدا کی راہ میں قربانی کی تھی۔ پھر تم میں سے ہر شخص یہ دعا کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دور ثانی کو پہلے دور سے بھی زیادہ کامیاب بنائے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں چندہ کہاں سے دیں۔ لیکن میں نے تو اس تحریک کے شروع میں ہی یہ کہہ دیا تھا۔ کہ غریب سے غریب بلکہ معذور سے معذور بھی حتیٰ کہ جس کی زبان بھی نہ ہو۔ وہ بھی اس میں حصہ لے سکتا ہے یعنی وہ دعا کے ذریعہ اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ اور یہی انیسواں مطالبہ ہے۔ جس میں وہ شخص بھی جو چارپائی پر پڑا ہوا ہو حتیٰ کہ ہاتھ بھی نہ ہلا سکے۔ زبان سے بول بھی نہ سکے۔ وہ بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح تم میں سے ہر وہ شخص خواہ وہ کتنا ہی جاہل اور ان پڑھ کیوں نہ ہو۔ تحریک۔ جدید میں حصہ لے سکتا ہے۔ پس اس عشرہ میں

خصوصیت سے دعائیں

کرتے رہو۔ کہ اللہ تعالےٰ دور ثانی کو پہلے سے بھی زیادہ کامیاب بنائے۔ اور جماعت کے قلوب میں ایسی صفائی پیدا کر دے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت میں بھی ویسی ہی قربانیاں کر سکے۔ جیسی کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت کرتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور اگر آپ لوگ سارے کے سارے میرے ساتھ دعاؤں میں شامل ہو جائیں۔ تو یقیناً نتائج نہایت شاندار نکلیں گے۔ (آخری عشرہ کے انتظار کی ہی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ آج سے ہی دعائیں شروع کر دینی چاہئیں۔ اس طرح تیرہ یا بارہ دن دعا کے لئے مل جائیں گے! خطبہ چھاپنے والوں کو بھی چاہیئے۔ کہ جلدی کریں تا پیر کے روز خطبہ یہاں سے جا سکے۔ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ باہر کی جماعتوں کو بیسویں روزے خطبہ پہنچے گا۔ اور اس طرح نو دن ان کو مل سکیں گے۔ گو قادیان کے لوگوں کو زیادہ موقعہ مل سکے گا)

خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ ہمارا کام بہت بڑا ہے۔ دین کو ہمیشہ کے لئے ساری دنیا میں قائم کر دینا کوئی آسان بات نہیں۔ اور اس کے لئے

بہت بڑی قربانیوں کی ضرورت

ہے۔ لیکن اگر تم کچھ اور نہیں کر سکتے۔ تو اتنا تو کرو کہ دعائیں کرو۔ اور اگر اور رنگ میں بھی قربانی کر سکو۔ اور پھر ساتھ دعائیں کرو۔ تو دوہرا ثواب حاصل کر سکو گے۔

پس اس رمضان میں خصوصیت سے ان لوگوں کے لئے دعائیں کرو۔ جنہوں نے مال سے یا وقت سے یا اولاد کے ذریعہ سے قربانیاں کی ہیں۔ یا دعاؤں سے مدد کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے گھروں کو سکون اور برکت سے بھر دے ان کی قربانیاں دائمی صدقہ کا کام دینے والی ہوں اللہ تعالےٰ ان کے گناہوں اور ان کی غلطیوں کو معاف کرے۔ اور انہیں گناہوں کی عادت سے بچائے۔ ان کے قلوب میں اپنی

محبت اور عرفان کے چشمے

پھوڑے۔ اور انہیں نیک نسلیں عطا کرے۔ جو راستی پر قائم رہنے والی ہوں۔ پھر یہ دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دور ثانی کو کہ جس کا محرک اسکی محبت ہے۔ کامیاب کرے۔ اور جماعت کو قربانیوں کی توفیق دے۔ کہ در اصل یہی اصل قربانی ہے۔ اللہ تعالےٰ مالی قربانی کرنے والوں کو سچے معیار کے مطابق قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کو توفیق نہیں۔ انہیں توفیق دے۔ اور جنہیں توفیق ہے۔ مگر وہ کمزوری دکھا رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی کمزوریوں کو دور کرے۔ جن لوگوں کو مالی قربانی کی توفیق نہیں۔ ان پر بھی بڑی ذمہ واری ہے۔ وہ رات دن دعائیں کریں۔ تا اللہ تعالےٰ غیب سے رستے کھولدے اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے دوسروں کو قربانی کی توفیق دے۔ اور اگر سچے دل سے دعائیں کی جائیں۔ تو

یقیناً ہم کامیاب ہونگے۔

کیونکہ الٰہی سلسلوں کی بنیاد ہمیشہ الٰہی فضلوں پر ہوتی ہے۔ اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں قربانیاں کرنے کی ایک ایسی رفتار بخشے گا۔ جس میں روز بروز ترقی ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ ہم اور ہماری نسلیں ان کے ذریعہ اپنے اس مقصود کو پالیں گی۔ جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے اس قدر نزدیک ہو جائیں گے۔ اور قرب کا وہ مقام حاصل کر لیں گے۔ جس پر دوسری برگزیدہ جماعتوں کو رشک پیدا ہوگا۔ اور ہمارے مخالف حسد کی آگ میں جل جائیں گے۔

(الفضل)

تحریک جدید کے دور اول و ثانی کے وعدے ۳۰ نومبر ۳۸ء تک پورے کر لئے جائیں

وعدہ پورا کر سکنے والے احباب فوری توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کی قربانیوں کو نفلی اور طوعی قرار دیا ہے شرط صرف اس قدر ہے۔ کہ ہر احمدی مرد عورت و بچے کے کان تک قربانی کے مطالبہ کو پہنچا دیا جائے۔ تا جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس قربانی میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرنا چاہے۔ وہ لبیک کہہ سکے۔ لیکن بہر حال شمولیت کے لئے کسی قسم کا جبر یا اصرار جائز نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص کی طاقت زیادہ ہے۔ مگر وہ قربانی کم کرتا ہے۔ تو بھی کسی کا حق نہیں۔ کہ وہ اسے کہے۔ کہ آپ زیادہ قربانی کر سکتے ہیں۔ تھوڑی کیوں کی ہے۔ مگر قربانی پر لبیک کہنے کے بعد وعدہ کرنے والے پر یہ ذمہ واری عاید ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے خواہ اسے کس قدر تکلیف کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ اور یقین رکھے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے موت قبول کر کے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ تحریک جدید کے دور ثانی کا سال اول ختم ہونے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ جہاں ان دوستوں سے جن کے وعدے دور ثانی کے سال اول کے ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ جن جماعتوں یا افراد کے وعدوں میں کچھ کمی ہے۔ وہ اپنے وعدوں کو ۳۰ نومبر ۳۸ء تک سو فی صدی پورا کر دیں۔ وہاں ان جماعتوں اور افراد سے یہ بھی کہنے کی ضرورت ہے۔ جن کے وعدے دور اول کے سال اول۔ دوم اور سوم کے تھے۔ مگر اب تک پورے نہیں ہوئے۔ اور نہ انہوں نے معافی لی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بارہا فرما چکے ہیں۔ کہ "جو کہے گا۔ میں نہیں دے سکتا۔ اسے معاف کر دیا جائے گا۔ یا جو دے تو سکتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ مجھ میں ہمت نہیں۔ یا میں دینا نہیں چاہتا۔ یا اگر ہمت تو ہے۔ مگر اپنی بیوی بچوں کو تکالیف میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ ان سب کو میں معاف کرنے کو تیار ہوں۔ بلکہ بغیر کسی عذر کے بھی معاف کرنے پر آمادہ ہوں۔ تا تم گنہگار نہ بنو۔ اور جھوٹے نہ کہلاؤ۔"

پس تمام احباب کو چاہیئے۔ کہ وعدے پورے کریں۔ مگر جو باوجود اس قدر سہولت اور آسانی کے نہ وعدہ پورا کریں۔ اور نہ معافی لیں۔ ایسے احباب کے متعلق سوائے اس کے اور کیا صورت ہے۔ کہ آئندہ سال ان کے وعدے قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور سے فنانشل سکرٹری تحریک جدید کو یہ ہدایت موصول ہو چکی ہے۔ کہ "تحریک نوٹ کرے۔ نادہند صاحب سے پھر وعدہ نہیں لیا جائے گا"۔ جو لوگ متواتر نادہندہ ہونے کا جرم کر چکے ہیں۔ نئے سال میں ان کے وعدے لکھنے سے انکار کر دیا جائے"۔ پس دور اول اور دور ثانی میں وعدہ کرنے والے احباب کو اپنے وعدے وقت کے اندر پورے کرنے چاہئیں۔ تا وہ کہہ ۴

سکیں۔ کہ ہم پچھلا بوجھ تو اٹھا چکے۔ اور آئندہ کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

آریہ سماج اپنی ہی خیر منائے

جو کہ ہیں تابع شیطان نہیں ان کی پروا
تب انہیں ہوگی خبر اور کہیں گے ہیہات

ایک ہی حملہ میں مٹ جائیگا سب انکا بھرم
ہم تو کرتے رہے ہیں اپنی ہی جانوں پہ ستم

نہ معلوم آریہ سماج اور اس کے بانی پنڈت دیانندجی کو اسلام کے ساتھ اتنی عداوت اور اتنا بغض کیوں ہے؟ کہ جس کا اظہار آئے دن وہ کذب بیانیوں اور دھوکا دہیوں کے ذریعہ اخبارات میں کرتے رہتے ہیں۔

ناظرین! اسکی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ اسلام چونکہ صلح و آشتی کا شہزادہ ہے۔ اور آریہ سماج اور اس کا بانی فتنہ و فساد کے خواہاں۔ اس لئے اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی اس کے سینہ پر آگ سی سلگا رہی ہے۔ اور وہ اسلام کو پھولتا پھلتا دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھ رہے ہیں۔

دیانندی مہاشے کہتے ہیں۔ تو بے شک کہیں۔ کہ

"رشی دیانند کو اپنوں سے پیار تھا۔ نہ دوسروں سے نفرت اور وہ سب کے تھے۔ اور سب ان کے تھے۔ مذہب ان کے سامنے کوئی چیز نہیں تھا۔" (گویا کہ وہ لامذہب تھے۔ مجاہد) مگر حقیقت آشکارا ہے۔ اور اہل بصیرت جانتے ہیں۔ کہ کس قدر پنڈت دیانندجی نے مذہب اسلام اور دیگر مذاہب پر حیا سوز حملے کرکے ان کے ماننے والوں کے قلوب کو زخمی کیا ہے۔ بطور نمونہ چند حوالجات درج ذیل ہیں:-

عیسائیت کے متعلق

(۱) "یسوع اس زمانہ کے جنگلی لوگوں میں کچھ سمجھدار تھا۔ وہ کرامات والا تھا۔ نہ خدا کا بیٹا۔ اور نہ ہی عالم تھا۔"
(ستیارتھ پرکاش ص ۶۷۴)

(۲) "دراصل یوسف بڑھئی تھا۔ اسلئے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا۔ کئی برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ بعدہٗ پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا بن بیٹھا۔" (ستیارتھ پرکاش ص ۶۷۵)

(۳) "اور اگر شیطان کا پیدا کرنے والا اور بہکانے والا خدا ہے۔ تو وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا۔"
(ستیارتھ پرکاشس ص ۶۷۷)

(۴) "عیسیٰ نے بہشت میں عمدہ دلہن حاصل کی۔ اور وہ وہاں چین اڑاتا ہوگا۔ اور جو عیسائی وہاں جاتے ہوں گے۔ ان کو بھی جوروئیں ملتی ہوں گی۔ اور ان کے ہاں بال بچے بھی ہوتے ہوں گے۔" ستیارتھ ص ۶۸۹)

اسلام کے متعلق

(۵) "بھلا بلا قصور اللہ نے ان کی بیماری بڑھادی۔ رحم نہ آیا۔ ان بے چاروں کو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی۔ کیا یہ شیطان سے بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں۔" (ستیارتھ ص ۶۹۷)

(۶) "اور دیکھئے۔ کافر شیطان نے خدا کے چھکے چھڑا دیئے۔" (ستیارتھ ص ۷۰۰)

(۷) "قرآن جیسی کتاب۔ محمدؐ صاحب جیسے رسول قرآنی اللہ جیسے خدا اور دین اسلام جیسے مذہب سے دنیا کو سراسر نقصان ہے۔" (ستیارتھ ص ۷۲۳)

(۸) "جیسے شیطان جس کو چاہے گنہگار بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ ایسی صورت میں بہشت دوزخ میں خدا ہی جائے۔" (ستیارتھ ص ۷۲۶)

(۹) "خدا کی یہ سخت غلطی ہے۔ شیطان تو سب کو بہکانے والا ہے۔ مگر خدا شیطان کو بہکانے والا گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے۔" (ستیارتھ ص ۷۲۸)

(۱۰) "ایسا اندھا دھند لڑنے والا اور امن میں خلل ڈالنے والا سوائے محمدی خدا کے اور کون ہو سکتا ہے؟ کیا رسول اور خدا کے نام پر اور مذہب کی آڑ میں دنیا کو لوٹنا لٹوانا لٹیروں کا کام نہیں؟ اور کیا خدا بھی ڈاکو ہے۔" (ستیارتھ ص ۷۳۳)

دیانندی مہاشو! ضد و تعصب کی پٹی اتار کر انصاف سے کہو۔ کہ کیا یہی وہ دیانندجی مہاراج ہیں۔ جن کو "اپنوں سے پیار تھا نہ دوسروں سے نفرت"۔ اگر یہی ہیں۔ تو ایسا وجود مسعود آپ کو ہی مبارک ہو۔ دنیا کو تو اسکی ضرورت نہیں۔

معزز ناظرین! آریہ اخبار "پرکاش" ۶ر نومبر کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان "ستیارتھ پرکاش کی چھاپ تفاسیر قرآن پر" پنڈت شانتی پرکاش جی آریہ اپدیشک کی طرف سے شائع ہوا ہے جہاں پنڈت جی مہاراج نے کذب بیانی اور دھوکا دہی سے کام لیتے ہوئے یہ لکھا۔ کہ "اسلام وہ پہلے زمانہ کا اسلام نہیں رہا۔"
(ص ۱۱ کالم ۳)

وہاں یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ "یقیناً وہ دن قریب ہی ہے۔ جب مہرشی دیانند اور اسلام کے بہت سے اصول ایک ہو جائیں گے۔ اور آریہ سماج اور اسلام میں صرف الفاظ کا فرق رہ جائے گا۔"

مہاشہ جی! یاد رکھئے گا۔ وہ دن گئے۔ جبکہ تم اور تمہارے رشی جی مہاراج اسلام پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ اب خدا تعالےٰ نے آپ لوگوں کی سرکوبی کے لئے ایک جماعت کو کھڑا کر دیا ہے۔ جس کا نام سنتے ہی تمہاری روح کانپ اٹھتی ہے۔ چنانچہ اخبار "تیج" دہلی ۲۵ر جولائی ۲۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

"تمام مسلمانوں میں سے سب سے ٹھوس اور مؤثر کام کرنے والی طاقت احمدی جماعت ہے۔ اور بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے۔ جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو کسی وقت ہمیں (آریہ سماج کو) بالکل جھلس دے گی۔"

پھر اسی طرح آپ کا "پرتاب" لاہور ۱۲ر اکتوبر ۲۹ء لکھتا ہے:-

"مشکل یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کو اپنے ہی ہموطنوں کی ایک جماعت (جماعت احمدیہ) کی طرف سے خطرہ ہے۔ اور وہ خطرہ اتنا عظیم ہے۔ کہ اس کے نتیجہ کے طور پر آریہ جاتی صفحۂ ہستی سے مٹ سکتی ہے۔ اور وہ خطرہ ہے تنظیم اور تبلیغ کا۔ ان کی طرف سے یہ کام اس تیزی سے ہو رہا ہے۔ کہ ہندوؤں کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔ ان کی تعداد ہر سال کم ہو رہی ہے۔ اگر اسے کسی طرح روکا نہ گیا۔ تو ایک وقت ایسا آسکتا ہے۔ جبکہ آریہ دھرم کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔"

بھولے بھٹکے آریہ سماجی دوستو! سماج ہی کی خیر مناؤ۔ اسلام کا خدا تو ایک زندہ خدا ہے۔ تم میں کہاں طاقت۔ کہ اسلام کو مٹا سکو۔ دیکھو اسلامی آفتاب آج سے چودہ سو برس قبل مکہ کی مقدس بستی سے طلوع ہو کر تمام جہان کو منور کر گیا۔ اسلام ایک صداقت ہے۔ جو اس کے مٹانے کے درپے ہوگا۔ خود مٹ جائیگا۔ اسلام ہی کی مقدس تعلیم کا اثر تھا۔ کہ بقول مہاشہ شانتی پرکاش۔ دشمن اسلام پنڈت دیانند جیسے انسانوں کو "بے لوث مسلمان بھی اپنی کوٹھیوں میں ٹھہراتے رہے۔ اور ان کے ویاکھیانوں کا انتظام کراتے رہے۔ باوجود اس کے وہ اسلام کا بھی بڑا زبردست کھنڈن کرتے تھے۔" (پرکاش ص ۱۱)

مگر آہ! رشی دیانند ایسے محسن کش ثابت ہوئے۔ کہ جنہوں نے انہیں ہر قسم کی سہولتیں اور آرام پہنچایا۔ انہی کے مقدس آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (آپ پر اللہ تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں) کی ذات والا صفات پر بھی رذیلے اور کمینے حملے کرنے سے باز نہ آئے۔ افسوس ایسے رشی پر اور حیف ایسے چیلوں پر جو اسکی تقلید کرنے والے ہوں۔

مہاشہ جی! اگر کوئی دنیا دار انسان اپنی کم عقلی اور بے وقوفی کی وجہ سے اور اسلام کی مقدس تعلیم کو پس پشت ڈال کر پنڈت دیانندجی جیسی حیاسوز تعلیم "نیوگ" پر عمل پیرا ہونے کی خاطر نیا رستہ اختیار کرتا ہے۔ تو کرے۔ اسلام کو اس سے کیا نقصان۔ آپ کا یہ لکھنا درست نہیں۔ کہ "اسلام وہ پہلے زمانہ کا اسلام نہیں رہا۔"

یاد رکھئے گا۔ اسلام میں قیامت تک کوئی تغیر تبدل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا بھیجنے والا خدا کہتا ہے۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (پ ۱۴ ع ۱)

دیکھئے تمہارے ہی ہندو بھائی بے خوف و خطر لکھ رہے ہیں۔ کہ

"میری رائے میں اگر کسی مذہب کو اخوت باہمی اخلاق و تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔ تو وہ مذاہب کا سردار "اسلام" ہے۔ اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے۔ وہ بلا لحاظ اس بات کے کہ کوئی امیر ہو یا غریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ اور ہر خیال اور ہر رنگ کے انسان اس کے زیر سایہ آرام وراحت کی زندگی بسر کرسکتے ہیں"۔

" اچھوت پن کی لعنت کو دور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مذہب اس لعنت کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا"۔

" میری دلی خواہش ہے۔ کہ خداوند کریم میری پیشگوئی کو پورا کرے (آمین) اور دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لاکر نوع انسان کی تمام تکلیفیں دور کردے"۔ (از شری دئید پنڈت گدادھر پرشاد صاحب شرما مسلم راجپوت ۱۰ر جون ۳۵ء)

پھر اسی طرح پنڈت پرشوتم دیو صاحب ست دھاری اسی "مسلم راجپوت" ۷ر ستمبر ۲۷ء صفحہ ۲ کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

" جس پیغام کو اسلام کی زبان سے سنکر تم اسکو ٹھکراتے ہو۔ اب وہی پیغام تم میں سے جو عاقل ہیں۔ وہ تم کو سنا رہے ہیں۔ اور تم قبول کررہے ہو۔ کیونکہ مساوات جو اسلام کا نمونہ ہے۔ اور جو اچھوت ادھار کے نام سے ظاہر ہوئی ہے۔ اسلامی تعلیم ہے۔ اگر تم دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو۔ تو تم ہندو رسمیات جن سے ہندو مذہب کا جسم مرکب ہے۔ تم کو مجبوراً ترک کرنی پڑیں گی۔ پس میری محبت والفت کے ساتھ یہ نصیحت ہے۔ کہ تم تہذیب وتمدن اختیار کرکے ایک قوم بن جاؤ۔ تو پھر اسلام اپنی آغوش محبت میں تمہیں لینے کو تیار ہے۔ جس میں گورے کالے کا بھی کوئی امتیاز نہیں۔ جس کے معبد ایک چمار اور سید دونوں کے لئے یکساں ہر وقت کھلے ہیں۔" (صفحہ ۲)

دیکھا مہاشہ جی! اسکو کہتے ہیں اسلام کا غلبہ۔ انصاف سے کہیئے۔ یا اسلام دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا۔ یا پنڈت دیانند جی کا پیش کردہ ویدک دھرم؟

دنیا فانی ہے۔ سب کو گرہن کرو۔ یہاں ہی بیٹھے نہیں رہنا۔ پرماتما کے حضور ہر منش نے پیش ہونا ہے۔ انسان کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیئے۔

دیکھو" یہی آریہ سماج تھا۔ جو بڑے بڑے سرکشوں سے بالا رہا۔ یہی آریہ سماج تھا۔ جو جہاں پہنچا۔ وہاں کا پاپ کٹ گیا۔ مذہبی اور سوشل برائیوں کا جو دریا اور عیسائیت اور اسلام کا جو سیلاب ہماری قوم کو بہائے لئے جا رہا تھا۔ اسکی تیزرو دھار کو ایک بڑی حد تک آریہ سماج نے کم کردیا۔ آریہ سماج پیچھے ہٹنا جانتا ہی نہیں تھا۔ پھیلنا اس کا شیوہ اور بڑھنا اس کا کام تھا۔ منزلوں آگے اس کا نام چلتا تھا۔ فتح ہمارے ہاتھ میں خنجر بن کر آئی تھی۔ اور فطرت نے ہمیں ہمت وجرأت عطا کی تھی۔ مگر اب کیا حالت ہے؟

اُف! نہ پوچھو بڑا پریشان کن سوال ہے۔ جواب دیتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے ؎

اب کسی گنتی میں آئیں اختیار اتنا نہیں
لوگ سچا ہم کو سمجھیں اعتبار اتنا نہیں

آخر یہ حالت کیوں ہوئی؟ آج آریہ سماج کو طاقت ور اور زندہ جماعت کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ آریہ سماج کا دماغ معطل اور اس کے بازو شل کیوں ہوگئے۔ اسکی ہردلعزیزی اور کامیابی میں فرق کیوں آگیا۔ کیا یہ واقعہ نہیں۔ کہ اب آریہ سماج کے دماغ میں خلل ہاتھوں میں رعشہ اور پاؤں میں لغزش کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔ اب آریہ سماج کے پاس نہ دماغ ہے نہ قوت اور نہ جذبۂ ایثار۔ موجودہ حالت یہ ہے۔ کہ ویدک دھرم کی اشاعت کرنے کی بجائے باہمی لڑائی جھگڑوں اور گالی گلوچ میں مصروف ہیں۔ ؎

یہ اسے دے گالیاں اور وہ اسے دے گالیاں
یہ اڑاتے قہقہے اور وہ بجاتے تالیاں

(آریہ مسافر شہید نمبر لاہور ۵ر مارچ ۳۸ء صفحہ ۱۲ کالم اول۔)

مہاشہ جی! کہو تو سہی ؎

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

یہ فرق کیوں ہے؟ ہاتھوں کے طوطے کیسے اڑے۔ پنڈت دیانند جی کے مشن کی دھجیاں کس نے بکھیریں۔ مہاشہ جی! اسی جری اللہ کی جاں نثار جماعت نے جو اپنے دشمن کے سامنے سینہ سپر اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اکناف عالم میں پھیل چکی۔ اور پھیل رہی ہے۔ اسلام زندہ باد! ؎

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

نوٹ:۔ انشاء اللہ اگلے مضمون میں یہ بتایا جائے گا۔ کہ آریہ سماج اسلام کی کون کونسی باتیں اختیار کرچکا ہے۔ احباب منتظر رہیں۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی ممبر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

اخبار الحکم کا حیدر آباد نمبر

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفر حیدر آباد دکن کی مناسبت سے جو اپنے اندر بہت بڑی شان رکھتا ہے۔ ہم نے "الحکم" کا ایک خاص نمبر شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔

یہ نمبر ۲۱ر دسمبر ۳۸ء کو شائع ہوگا

اس نمبر میں حضور کے سفر کے حالات و برکات کے تذکرے کے ساتھ حیدر آباد میں اشاعت احمدیت کی تاریخ بھی دی جائے گی۔ یہ نمبر بہت سی خوبیوں کا مجموعہ ہوگا۔ اور لکھائی چھپائی کے دیدہ زیب ہونے کے علاوہ

باتصویر اور ضخیم ہوگا

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فدائی آج ہی اس نمبر کی جتنی کاپیاں خریدنی چاہیں۔ اس کا آرڈر دے دیں۔ بعد میں اسکی کاپیاں کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیں گی۔ حیدر آباد دکن کی جماعتوں کو خاص طور پر اس نمبر کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیئے۔ والسلام

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

شعبۂ تحریک جدید کا دواخانہ

احمدی احباب وناظرین فاروق کو یہ خوشی کی خبر سنائی جاتی ہے۔ کہ تحریک جدید کے ماتحت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک شاندار یونانی ادویات کا دواخانہ دہلی جیسے شاہی شہر میں کچھ عرصہ سے جاری کیا ہے۔ جس کا نام ہے

" ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ لال کنواں دہلی"

اس دواخانہ میں اعلےٰ سے اعلےٰ ادویات مفردات سے مرکبات تیار کی جاتی ہیں۔ اور مفردات بھی بڑی جستجو اور جانفشانی سے بہم پہنچائی گئی ہیں۔ نہایت دیانتداری و ہوشیاری سے دہلی کے ایک ماہر اور مشہور یونانی حکیم صاحب کی نگرانی میں بڑے بڑے مفید اور مجرب نسخے پورے وزنوں کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ چونکہ دہلی یونانی ادویات کا گویا ہندوستان میں مرکز ہے۔ جہاں پر قدیم سے بڑی بڑی شہرت والے دواخانے موجود ہیں جن دواخانوں سے راجے۔ نواب۔ رؤسا و امراء دوائیں بنواتے۔ خریدتے۔ منگواتے ہیں۔ ایسے معرکۃ الآراء مقام کو حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ بنصرہ کا دواخانے کے لئے منتخب کرنا اس امر کی بدیہی دلیل ہے کہ اس مقابلہ کے میدان میں کسقدر مصارف اٹھاکر کتنے احتیاط سے ادویات کا ذخیرہ مہیا کرنا ضروری ہے۔ جب تک ہر ایک حیثیت سے جدید دواخانہ دہلی کے سابقہ مشہور دواخانوں سے کیا بلحاظ عمدگی دوائی اور مفید مرکبات اور اعلےٰ مفردات کے بہتر نہ ہو۔ اور پھر قیمت ادویات بھی دوسروں سے زیادہ نہ ہو۔ بلکہ بہت کم ہو۔ اور مریضوں کو تجربہ سے ان کا مفید ہونا بھی بمقابلہ دوسرے سابقہ دواخانوں کے ثابت نہ ہو۔ دہلی میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے "ویدک یونانی دواخانہ" دہلی میں بمنشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کھولا گیا ہے۔ جس میں باوجود صرف کثیر کے منافع برائے نام مگر دوائیں مفید اور کام کی ہیں۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہر ایک قسم کے مرکبات اور ہر قسم کی مفردات موجود رہیں۔ تاکہ مریض کو کسی خاص دوائی کے لئے دوسرے دواخانوں کی طرف رخ نہ کرنا پڑے۔ غرض یہ دواخانہ جس کا منافع اشاعت اسلام اور دینی اغراض میں صرف ہوتا ہے۔ اور ہوگا۔ خاص کر ہر ایک احمدی کی توجہ کا مستحق ہے۔ لہٰذا احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ جن ادویات کی ان کو ضرورت پڑے۔ اسی دواخانہ سے منگوائیں۔ اور دوسروں کو بھی تحریک کرکے توجہ دلائیں۔ فائدہ اٹھائیں۔ اور ثواب پائیں۔

امرت بوٹی (رجسٹری شدہ) سرکار ہندوستان

ہر قسم کی تمام مردانہ کمزوریوں اور بداعتدالیوں کو دور کرکے غضب کی قوت مردانہ پیدا کردیتی ہے علاوہ ازیں۔ دھاتت۔ جریان۔ کثرت احتلام سرعت کمزوری مثانہ۔ ذیابیطس۔ کمی خون جیسی نامراد بیماریوں کو دور کرکے کامل مرد بنادیتی ہے چند ہی روز کے بعد جسم میں ایک خاص قوت محسوس ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ ۵۰ گولی عہ/ ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش ۱۲ر

پائیریا ماسخورہ

اگر آپ دانتوں کی یا مسوڑھوں کی کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ تو پائیریا بکس مکمل طلب فرماویں۔ بکس کلاں ۱۲/ بکس خورد ۱ع۔ بکس کلاں دو ماہ کے لئے۔ بکس خورد ایک ماہ کے لئے کافی ہوگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر احمدیہ یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

— حکومت مصر نے دفاع کا پانچ سالہ پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ جسکی رو سے فضائی طاقت پر آٹھ ملین پونڈ اور بحری بیڑے پر ساڑھے تین ملین پونڈ صرف کئے جائیں گے۔

— بیت المقدس ۱۵ ار نومبر۔ فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ عربوں پر برطانی تشدد کا سلسلہ جاری ہے۔ کل گورہ فوج شہر جریکو میں داخل ہوگئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جس وقت گورہ فوج نے شہر کے گرد حلقہ ڈالا ہے۔ چھ برطانی جنگی طیارے شہر پر پرواز کر رہے تھے۔

— عربوں نے گورہ فوج کے حلقہ کو توڑ کر نکلنے کی کوشش کی۔ فوج نے ان پر مشین گنوں سے فائر کئے۔ گوروں نے شہر میں داخل ہوکر فوراً خانہ تلاشیاں شروع کر دیں۔

— کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں پہلا روزہ ۲۵ ر اکتوبر منگل کو ہوا۔ ۲۴ کو چاند دیکھا گیا۔

— لندن ۱۳ ار نومبر۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ غازی مصطفےٰ کمال اتاترک کی تدفین آئندہ چہار شنبہ یا پنجشنبہ کو ہوگی۔ حکومت برطانیہ نے اپنی نمائندگی کے لئے فیلڈ مارشل جنرل برڈوور کو مقرر کیا ہے۔

— بیت المقدس ۱۳ ار نومبر۔ ملک کے متعدد حصوں سے عربوں اور گورہ فوج کے تصادمات کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں۔ جن میں فریقین کے متعدد افراد ہلاک و مجروح ہوئے ہیں۔

— بیروت ۱۳ ار نومبر۔ دمشق میں تحفظ فلسطین کے سلسلہ میں ایک کمیٹی موجود ہے اس نے اپنے ایک اعلان میں حکومت برطانیہ کو دھمکی دی ہے۔ کہ اگر حکومت برطانیہ نے مسئلہ فلسطین کا حل وڈہیڈ رپورٹ کے مطابق کیا۔ تو عرب اعلانیہ بغاوت کر دیں گے۔

— اسی اعلان میں لکھا ہے۔ کہ عرب اس فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے۔ جو انہیں ایک انچ علاقہ سے بھی محروم کرتا ہو۔ فلسطین کا مسئلہ صرف عربوں اور برطانیہ کے مابین سمجھوتہ سے ہو سکتا ہے۔ اس میں یہودیوں یا انجمن اقوام کو مداخلت کرنے کا اختیار نہیں۔

— پشاور۔ ۱۵ ار نومبر۔ خان خارا اور بادشاہ گل کے لشکروں کے زبردست تصادم کی اطلاع ملی ہے۔ جس میں خان خارا کے ۴۰۰ اور بادشاہ گل کے ۱۰۰ آدمی ہلاک ہوئے۔

— ریاست حیدرآباد میں آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کی شورش بدستور جاری ہے۔ ریاستی ہندو ان کی حرکتوں سے بیزار ہیں۔

— گذشتہ جمعہ کے روز لاہور کی شاہی مسجد میں غازی مصطفےٰ کمال اتاترک کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ قریباً ایک لاکھ مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ مسلمان وزراء بھی شامل تھے۔ سر سکندر حیات خاں نے بھی تقریر کی۔

— پشاور۔ ۱۲ ار نومبر۔ سرحدی اسمبلی میں پیش ہونے والے زرعی قرضہ بل کے خلاف ہندو ممبر شدید احتجاج کر رہے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت سرحد اور ان میں سمجھوتہ ہوگیا ہے۔

— ریاست بیکانیر میں شدید قحط پڑا ہوا ہے۔ اسی فی صدی مویشی مر گئے۔ یا فروخت کر دیئے گئے ہیں۔ کسانوں کی ۵۰ فیصدی آبادی نے علاقہ چھوڑ دیا ہے۔

— برلن۔ ۱۳ ار نومبر۔ سفارت جرمنی متعینہ پیرس کے سکرٹری پرنان راتھ کے قتل کی وجہ سے جرمنی کے یہودیوں پر آفت آگئی تھی۔ کیونکہ اس کا قاتل ایک یہودی تھا یہودیوں پر شدید پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ ۱۸ سے ۶۰ برس تک کے یہودیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کیا جا رہا ہے۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ ان نظر بندوں کو اپنے مصارف کا خود کفیل ہونا پڑے گا۔ اور جو خود اپنے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا بار متمول یہودیوں پر ہوگا۔ اسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ان گرفتاریوں کی وجہ سے جرمن ٹیکس دہندوں پر بوجھ نہیں پڑنا چاہیئے۔

— حکومت جرمنی نے یہودیوں پر ایک ارب مارک (جرمن سکہ) تاوان عاید کیا ہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس تاوان کو کس طرح وصول کیا جائے گا۔ یہودیوں کو پبلک مقامات پر اسلحہ لے کر چلنے کی شدید ممانعت کر دی گئی ہے۔

— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ تازہ خبر ہے۔ کہ ۱۲ ار نومبر کو جاپانیوں نے نوچاؤ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ مقام ہنکاؤ کے جنوب میں ۵۰ میل ہے۔

وصیتیں

۵۲۱۷ - منکہ عبد الحکیم جال ولد بابو الٰہی بخش صاحب مرحوم قوم ڈار پیشہ نوکری عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن جہلم حال ٹانگانیکا دار السلام ڈاکخانہ دار السلام بکس ۳۷۶ مشرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{8}{38}$ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اس وقت کسی ایسی جائیداد وغیرہ کا مالک نہیں ہوں۔ جس پر صرف میرا ہی تصرف یا صرف میری ہی ملکیت ہو۔ بلکہ جہلم شہر میں ایک مکان پختہ جسکی اندازاً قیمت چار ہزار روپیہ ہے۔ اور ہم تین بھائیوں میں مشترک ہے یعنی اس مکان کے ۱/۳ حصہ کا میں مالک ہوں۔ مکان جہلم شہر میں متصل تھانہ پولیس محلہ خواجگان میں واقع ہے۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ لیکن میرا گزارہ چونکہ آمد پر ہے۔ اس لئے میں اپنی آمد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ کہ بوقت وفات میرا جو بھی ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ عبد الحکیم جال۔ گواہ شد شیخ مبارک احمد مبلغ مشرقی افریقہ کاتب وصیت ہذا۔ گواہ شد۔ سردار بشارت احمد بٹوارا

۵۲۳۲ - منکہ مہر عاشق محمد ولد مہر محمد اعظم صاحب قوم سیال سرگانہ پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۱۹ء ساکن موضع باگڑ سرگانہ ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{38}$ ۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

(۱) اراضی زرعی تعدادی ایک سو دس بیگھ قسم چاہی نہری رقبہ واقع موضع باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان قیمتی -/-/۸۸۰۰ روپیہ۔

(۲) اراضی زرعی تعدادی چھ بیگھ قسم بنجر قدیم رقبہ موضع حویلی لعل تحصیل جھنگ قیمتی -/-/۶۰۰ روپیہ۔

(۳) اراضی زرعی تعدادی پندرہ بیگھ قسم نہری رقبہ واقع سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ قیمتی اندازاً -/-/۱۲۰۰ روپیہ۔

(۴) ایک کوٹھی موسومہ احمد کو موضع طرف مبارک کچہری روڈ ملتان قیمتی اندازاً -/-/۱۶۰۰۰ روپے جس کے ۱/۱۶ حصہ کا میں مالک ہوں۔

(۵) ایک قطعہ مکان خام واقعہ محلہ پیر پٹھان کچہری روڈ شہر ملتان قیمتی اندازاً -/-/۳۰۰ جس کے ۱/۴ حصہ کا میں مالک ہوں۔

اس میری مندرجہ بالا جائیداد کی کل قیمت اندازاً -/۸/۱۱۰۷۲ روپے ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو مبلغ -/۴/۱۱۰۷ ہوتا ہے۔ اس حصہ وصیت کردہ کے عوض اپنی زندگی میں یہ زرعی اراضی پندرہ بیگھ واقع موضع سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ مندرجہ نمبر ۳ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دینے کو تیار ہوں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان جس وقت چاہے۔ یہ اراضی اپنے حق میں انتقال کرا سکتی ہے۔

(۲) اس مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ -/-/۴۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اور کوئی جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کر دی ہے۔ العبد مہر محمد عاشق گرداور قانگو۔ گواہ شد منشی محمد حیات خاں محرر کورٹ آف وارڈس ملتان۔

۴۹۸۸ - منکہ غلام محمد احمدی ولد محمد قاسم قوم سند و پیشہ زرگری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{38}$ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ پیشہ زرگری پر میرا گزارہ ہے۔ جو کچھ میری ماہوار آمد ہوا کرے گی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ میں ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ ۴ اور اگر میری وفات کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ میری آمدنی سالانہ تقریباً ۵۰ روپیہ ہے۔ العبد:۔ غلام محمد زرگر بقلم خود

گواہ شد:۔ [illegible] گواہ شد [illegible] قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا